قرآنی نظام ربوبیت کا پیامبر

طلوعِ اسلام

جولائی
1998ء

مین آف دی میچ

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

کامل مومن وہ ہے جو خوش اخلاق اور گھر والوں سے نرم سلوک کرنے والا ہو۔ (ترمذی)

A perfect believer is that who is nice in behaviour and kind to his family members. (Tirmizi)

SHAHAB

QUALITY PISTON RINGS

THE ONLY MANUFACTURERS OF INTERNATIONAL QUALITY PISTON RINGS IN PAKISTAN.

MINIMIZE WEAR
RESTORE COMPRESSION
GET MORE POWER
CONTROL OIL

CALL US FOR THE EXCELLENT RECONDITIONING OF AUTOMOBILE ENGINES OF ALL KINDS.

M. SHAH MOHAMMAD & SONS (PVT.) LTD.

OUTSIDE PAK GATE, MULTAN, PAKISTAN
PHONE OFFICES: 545071, 75571, 539071-73
FACTORY 550171

قرآنی نظامِ ربوبیت کا پیامبر
طلوعِ اسلام

25-B گلبرگ 2 (طلوعِ اسلام روڈ) لاہور 54660

Phone: 5714546 - 5753666 - 5764484
Email toluelsalm@pol.com.pk tluislam@brain.net.pk
web.toluislam.com

چیئرمین: ایاز حسین انصاری
ناظم: محمد لطیف چوہدری

ناشر: عطاء الرحمٰن ارائیں
سرکولیشن منیجر: مرزا زمرّد بیگ

ایڈیٹر
محمد لطیف چوہدری

مجلسِ مشاورت: عبداللہ ثانی، ڈاکٹر صلاح الدین اکبر، بشیر احمد عابد

مجلہ طلوع اسلام کا سالانہ زرِ شرکت

پاکستان میں	=/170 روپے
یورپ اور مڈل ایسٹ	=/600 روپے
امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا	=/800 روپے

ادارہ طلوع اسلام کا اکاؤنٹ نمبر

اکاؤنٹ نمبر: 3082-7 نیشنل بنک
مین مارکیٹ گلبرگ لاہور

اشتہارات کے نرخ یہ ہیں

صفحات	ایک بار	سال بھر کیلئے
باہر ٹائیٹل	=/800 روپے	=/6,000 روپے
اندر ٹائیٹل	=/600 روپے	=/5,000 روپے
اندر کے صفحات	=/500 روپے	=/4,000 روپے
نصف صفحہ	=/300 روپے	=/2,000 روپے

مذکورہ شرح ایک رنگ کے اشتہار کے لیے ہے
اجرت اشتہار مسودہ کے ہمراہ ارسال کریں۔

فی پرچہ 15 روپے

مقامِ اشاعت: B-25 گلبرگ لاہور
پرنٹر: ایم ایس عادل - پریس: زاہد بشیر پرنٹنگ پریس

انہ لکم عدو مبین

ہندو کیا ہے

جب ہم طاقت ور ہو جائیں گے تو مسلمانوں کے سامنے یہ شرائط رکھیں گے

- قرآن کو الہامی کتاب مت مانو۔
- محمدﷺ کو خدا کا نبی نہ مانو۔
- مکہ کے ساتھ اپنا کوئی تعلق نہ رکھو۔
- سعدی اور رومی کی بجائے کبیر اور تلسی داس کو پڑھو۔
- اسلامی تقریبات کی بجائے ہندوؤں کی تقریبات مناؤ۔

سوامی ستیہ دیو

- ہندوستان کی ہر مسجد پر ویدک دھرم یا آریہ سماج کا جھنڈا بلند کیا جائے گا۔ پروفیسر رام دیو

تفصیلی مطالعہ کے لئے خط لکھ کر کتابچہ مفت طلب فرمائیں۔
طلوع اسلام ٹرسٹ 25 بی گلبرگ 2- لاہور

سیمینار

بعنوان

اقبال اور قرآن

پاکستان سے اگر اقبالؒ کی فکر اور پیام کو نکال دیا جائے تو اس میں اور کسی سیکولر سٹیٹ میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ اقبالؒ کی فکر کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے اس لئے اقبال کی فکر کو فراموش کر دینے کا مطلب یہ ہے قرآنی نظام حیات کا صحیح تصور نگاہوں سے اوجھل ہو جائے۔

اندریں حالات اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ فکر اقبال کو قرآن حکیم کی روشنی میں عام کیا جائے۔

اس مقصد کے لئے ادارہ طلوع اسلام یکم نومبر 1998ء بروز اتوار دانشوران قوم کو **ایوانِ اقبال** لاہور میں دعوت خطاب دے رہا ہے۔ تاریخ نوٹ فرما لیجئے۔

دعوت عام ہے۔ خود تشریف لائیں عزیز و اقارب اور دوستوں کو ہمراہ لائیں۔

بیرون ملک سے تشریف لانے والے حضرات ابھی سے سیٹیں محفوظ کروا لیں۔

چیئرمین ادارہ طلوع اسلام

فہرست

بیاد پرویزؒ

1- ہزار چشمے ترے سنگ راہ سے پھوٹیں	اسلم نوید	10

ایٹمی قوت

2- مین آف دی میچ	ڈاکٹر عبدالقدیر خان	17
3- ایٹم بم کافی نہیں	ادارہ	5
4- جذباتیت سے نکلیں	عنایت اللہ	14
5- قوت قرآن	حنیف وجدانی	16
6- ہندو بم	ڈاکٹر شبیر احمد	23
7- عصانہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد	اسلم حیات ملک	45
Pak Nuclear Tests-8	عبدالستار غوری	64

تحقیق و تذکیر

9- اور جب بولی دیکر مسلمان فروخت کردیئے گئے	علامہ رحمت اللہ طارق	30
10- سچے موتی	ادارہ	38
Administration of -11 Islamic Laws	Dr. Mahathir Bin Mohammad	60

لمحہ فکریہ

12- صبح کے بھولے	آفتاب عروج	46

متفرق

13- عورت کیا ہے	اقصیٰ نواز	39
14- مرض کہن	محمد ارشاد	41
15- فرقہ پرستی	محمد حمید	43

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لمعات

ایٹم بم کافی نہیں اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف بھی قدم بڑھائیے۔

مئی 1998ء کے اواخر میں پاکستانی پریس نے ملکی صورت حال کی جو تصویر کشی کی وہ الفاظ کے تھوڑے بہت تغیر کے ساتھ کچھ اس طرح سامنے آئی ہے۔

28 مئی کا دن پاکستان ہی نہیں، دنیائے اسلام کی تاریخ میں بھی ہمیشہ ایک یادگار دن رہے گا۔ جب پاکستان نے چاغی کے مقام پر یکے بعد دیگرے پانچ کامیاب ایٹمی دھماکے کر کے خود کو عالمی ایٹمی کلب کے معدودے چند ارکان میں شامل کر لیا۔ اس طرح بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے بعد علاقے میں طاقت کا جو توازن بگڑ گیا تھا پاکستان نے اسے اپنے حق میں تبدیل کر لیا ہے۔ وزیراعظم پاکستان کے الفاظ میں پاکستان نے بھارتی ایٹمی دھماکوں کا حساب چکا دیا ہے بلکہ ایک مزید دھماکہ کر کے اس خطے میں بھارتی بالادستی کے خواب کو درہم برہم کر کے ہندو ذہنیت کے غرور کو خاک میں ملا دیا ہے۔ پاکستان نے یہ فیصلہ کرنے میں کافی تاخیر سے کام لیا چونکہ وہ بھارتی اقدام کے خلاف بڑی طاقتوں اور عالمی برادری کا رد عمل بغور دیکھ رہا تھا مگر جب بڑی طاقتوں اور عالمی برادری نے بھارت کے دوسرے نامنصفانہ اقدامات کی طرح اس سنگین واقعے سے چشم پوشی کی اور اس "جرم" کی پاداش میں بھارت کو محض رسمی اور معمولی سرزنش ہی کا مستحق گردانا گیا تو پاکستان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنی آزادی، سلامتی اور قومی غیرت کا تحفظ کرنے کی خاطر اپنی ایٹمی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے دنیا پر اور خصوصاً" اپنے ازلی دشمن پر واضح کر دے کہ پاکستانی قوم کسی قیمت پر بھی اپنی آزادی کا سودا نہیں کرے گی خواہ اس کے لئے کتنی ہی بھاری قیمت کیوں نہ ادا کرنی پڑے۔ اس میں انہیں ساری قوم کی تائید حاصل ہے۔ پاکستانی قوم، پاکستانی افواج، ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور دیگر پاکستانی سائنسدان مبارکباد اور تحسین کے مستحق ہیں جنہوں نے دشمن کا منہ توڑ جواب دیکر اپنے عزم و ارادے کا اظہار کر دیا ہے۔ پاکستان کو جوابی ایٹمی دھماکے سے روکنے کے لئے امریکہ، برطانیہ، جاپان اور دوسرے ترقی یافتہ ملکوں نے بہت لالچ دیئے اور خطرناک سنگین نتائج کی دھمکیاں بھی دیں مگر وزیراعظم کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی اور انہوں نے ان برائے نام وقتی سہولتوں کی خاطر قومی وقار اور مفادات کا سودا کرنے سے انکار کر دیا اور امریکہ، یورپ اور دیگر عالمی طاقتوں کی مخالفت، پابندیوں اور دھمکیوں کو نظر انداز کر کے دنیا کی ایٹمی طاقتوں میں پاکستان کا نام لکھوا لیا۔ اسلام دشمن طاقتیں پاکستان کے ایٹم بم کو "اسلامی بم" کا نام دیکر اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے اور دنیا کو اس کے مضمرات سے ڈرانے میں مصروف رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو عالم اسلام کے سامنے سرخرو کر دیا ہے اور اس نے صحیح معنوں میں دنیائے اسلام کا "ناقابل تسخیر قلعہ" کہلانے کا اعزاز حاصل کر لیا ہے۔ اسلامی ملکوں نے ان تجربات پر جس دلی مسرت کا اظہار کیا ہے وہ ان کی آرزوؤں اور امنگوں کا آئینہ دار ہے۔ سعودی عرب اور دوسرے اسلامی ممالک کے علاوہ چین اور دوسرے دوست ممالک نے اعلان کیا ہے کہ وہ نامساعد

حالات میں پاکستان کو ہر ممکن امداد فراہم کریں گے۔

اپریل 1998ء کے اداریہ میں طلوع اسلام نے لکھا تھا کہ اب جب کہ بھارت ایٹمی دھماکے کر کے اپنی قوت کا مظاہرہ کر چکا ہے پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے قرین مصلحت ہی نہیں بلکہ حکم خداوندی ہے کہ "تم اپنے ہاں امکان بھر قوت فراہم کرو تاکہ اس سے تمہارے اور نظام خداوندی کے دشمنوں کے دل میں تمہاری دھاک بیٹھی رہے۔ ان دشمنوں کے علاوہ ان دشمنوں کے دلوں میں بھی جنہیں ابھی تم نہیں جانتے لیکن خدا کو ان کا علم ہے۔" (القرآن 60 : 8) ہمارے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ وزیراعظم نواز شریف کے مطابق' ایٹمی دھماکہ کرنے سے پہلے وہ بیرونی دباؤ اور متوقع خطرات کے پیش نظر زبردست ذہنی اضطراب میں مبتلا تھے۔ ایسے میں' بقول ان کے' انہوں نے یہ معاملہ قرآن کی بارگاہ میں پیش کیا تو ان کے ذہن پر قرآن مجید کی وہی آیت ابھری جس کا ذکر طلوع اسلام کر چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم نے انہیں حوصلہ بخشا۔ انہوں نے بٹن کہا اور بلوچستان کے بلند و بالا پہاڑ تجرباتی دھماکوں سے لرز اٹھے۔ بھارت کے بتکدوں میں بھونچال آ گیا اسلامی دنیا کو یقین آ گیا۔ کہ احکام خداوندی کی بجا آوری کتنی اہم اور بروقت تھی۔

یہ درست ہے کہ کشمکش میں قوت کا مقابلہ قوت سے ہوتا ہے۔ جس کے پاس زیادہ قوت ہو گی وہ کامیاب ہو جائے گا۔ فتح اور شکست کا عام اصول یہی ہے۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ اس کے ساتھ ہی ایک اور عنصر بھی ہے جو شکست اور فتح کے معاملہ میں بڑا گہرا اثر رکھتا ہے۔ وہ عنصر یہ ہے کہ تم کس قسم کے اصول اور نظام کی خاطر لڑ رہے ہو؟ اگر تم اس صحیح نظام کی خاطر مصروف جدوجہد ہو جو تمام نوع انسانی کی بھلائی کی خاطر قائم کیا جا رہا ہے تو اس اصول کی قوت بھی تمہارے ساتھ ہو گی اور تمہاری اپنی قوت کی تھوڑی بہت کمی اس اصول کی قوت سے پوری ہو جائے گی۔

اندریں حالات ہماری نظر میں کامیاب ایٹمی دھماکے کر کے مطمئن ہو جانا کافی نہیں اقوام عالم میں آگے بڑھنے کے لئے ہمیں اپنی اصل منزل کی طرف بھی قدم بڑھانا ہو گا تاکہ جس مملکت کا خواب علامہ اقبالؒ کی چشم بینا نے دیکھا اور جس کا تصور قائداعظمؒ کی نگہ بلند نے دیا تھا وہ حقیقت بن کر سامنے آ جائے اور وہ منزل پاکستان کے لئے ایک خطہ زمین کا حصول تو نہ تھی کہ ایٹم بم بنا لینے سے وہ خطہ زمین محفوظ ہو گیا۔ وہ منزل اس خطہ زمین میں صحیح اسلامی مملکت کا قیام ہے جس پر کام ہونا ابھی باقی ہے۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے (اور یہ دعویٰ ہمارے ایمان پر مبنی ہے) کہ اسلام اللہ کی طرف سے عطا کردہ' آخری اور مکمل دین (ضابطہ حیات) ہے جو نوع انسانی کی تمام مشکلات' یعنی زندگی کے تمام بنیادی مسائل' کا حل اپنے اندر رکھتا ہے۔ لیکن جب ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کیا ہے تو اس کے جواب میں مختلف گوشوں سے مختلف آوازیں آنی شروع ہو جاتی ہیں اور جب ان آوازوں کو یکجا کیا جائے تو ان کا ماحصل نماز' روزہ' زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا۔ اب ظاہر ہے کہ جس اسلام کا تصور صرف اس قدر ہو وہ (تمام نوع انسان کی مشکلات تو ایک طرف خود) مسلمانوں کی مشکلات کا حل بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اسلام ایک نظام زندگی ہے' جس کی بنیادیں مستقل اقدار (Permanent Values) پر قائم ہیں۔ جب تک یہ بنیادی مستقل اقدار واضح' غیر مبہم اور متعین طور پر سامنے نہ آ جائیں' یہ سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ وہ نظام زندگی ہے کیا جسے اسلام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جو زندگی کے اہم مسائل کا حل اپنے اندر رکھتا ہے۔

اپنی تقدیر سنوارنے کے لئے ہمیں اس حقیقت کو اپنے سامنے رکھنا ہو گا کہ قرآن کا منتہیٰ' وحدت قانون کی بنیاد پر'

تمام نوع انسانی کو ایک عالمگیر برادری بناتا ہے۔ اس کا ارشاد ہے کہ **کان الناس امۃ واحدۃ** (2:213)۔ "تمام نوع انسانی ایک قوم تھی" اور یہ بھی ایک مستقل قدر ہے۔ سو جو نظام تمام انسانوں کو ایک برادری کے قالب میں ڈھالنے کا پروگرام اپنے سامنے رکھتا ہو، وہ خود اپنے اندر فرقوں اور پارٹیوں کو کیسے برداشت کر سکتا ہے۔ اس کے نزدیک انسانوں کی تقسیم کا معیار ایک ہی ہے، یعنی کفر اور ایمان (2 : 64)۔ نوع انسان کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے وہ آغاز کار کے طور پر ایک امت تشکیل کرتا ہے جسے وہ امت مسلمہ کہہ کر پکارتا ہے۔ اس امت کی وحدت، توحید کی مظہر ہے۔ اس لئے تفرقہ (فرقہ بندی) اس کے نزدیک شرک اور کفر ہے (30 : 31-32)۔ رسول ﷺ اللہ سے کہا گیا ہے کہ ایسے لوگوں سے تیرا کوئی واسطہ نہیں جو دین میں فرقے پیدا کرتے ہیں (6:160)۔ باہمی اختلافات اس کے نزدیک اللہ کا عذاب ہے (3:104) اور اس سے محفوظ رہنا اللہ کی رحمت (11:118)۔ ہم ان آیات کو خوب جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں لیکن غیر قرآنی روش نہیں چھوڑتے۔

آپ سوچئے کہ کہاں امت کا یہ مقصد کہ تمام اقوام عالم کے اختلافات مٹا کر، انہیں ایک عالمگیر برادری بنا دیا جائے اور کہاں اس امت کی اپنی یہ حالت کہ دو مسلمان خانہ خدا میں رو بہ قبلہ ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے ! یہ ہے فرقہ پرستی کا نتیجہ اور اس کی واحد ذمہ دار ہے مذہبی پیشوائیت جو مروجہ مذہب (فرقوں والے اسلام) کو دین خداوندی بتا کر امت کو تھپکیاں دے دے کر سلائے رکھتی ہے۔ یہ ہمارے کانوں میں یہ سحر پھونک دیتی ہے کہ ہمارے فرقے، وہ فرقے نہیں جنہیں قرآن شرک قرار دیتا ہے، یہ "مکاتب فکر" ہیں۔ اس نے الفاظ کے ذرا سے پھیر سے اس شرک (فرقہ پرستی کے شرک) کی گرہیں اور مضبوط کر دیں لیکن الفاظ کے بدل جانے سے حقیقت تو نہیں بدل جاتی۔ سنکھیا تو سنکھیا ہی رہتا ہے خواہ اس کا نام کچھ ہی کیوں نہ رکھ دیا جائے۔

قوم میں ایک نئی روح پھونکنے کے لئے اور اس میں اجتماعی زندگی اور مسلم قومیت کا شعور پیدا کرنے کے لئے چند گزارشات، وزیراعظم کے غور و فکر کے لئے پیش خدمت ہیں:-

1- دستور میں قرآن حکیم کی مکمل اور غیر مشروط بالادستی کو قائم کرنے کے لئے مناسب ترامیم جتنی جلد ممکن ہو لائی جائیں۔

2- وطن یا نسل کو بنائے قومیت قرار دینے سے، قوم کی تشکیل کے لئے کسی قسم کی جدوجہد کی ضرورت نہیں ہوتی، ہر بچہ پیدائشی طور پر اس قوم کا فرد ہوتا ہے جس میں وہ پیدا ہو لیکن کسی نظریہ کی بنا پر قوم کی تشکیل کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ قوم کے بچوں کو اس نظریہ کی تعلیم دی جائے۔ ہم نے اس اہم مقصد سے نہ صرف اغماض برتا بلکہ دین کی تعلیم کو مذہبی پیشوائیت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ آج ہم اپنی اس غفلت کا نتیجہ بھگت رہے ہیں۔ ہماری نئی نسلیں ہمارے نظریہ حیات ____ نظریہ پاکستان ____ سے ہی بیگانہ ہو رہی ہیں۔ اب اس نظریہ کے تحفظ کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ اس کو قوم کا نصب العین حیات قرار دیا جائے۔ اسے نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے نصاب میں داخل کیا جائے تاکہ پاکستان کا مستقبل مستحکم ہو سکے۔ چونکہ جس اسلامی مملکت کے قیام کے لئے وزیراعظم کوشاں ہیں اس کی عمارت کی بنیاد اسی نظریہ حیات پر اٹھتی ہے، اس لئے اس نظریہ کا تحفظ اور اس کی تعلیم وزیراعظم کی ذاتی ذمہ داری ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ مملکت کا شعبہ تعلیم و تربیت (بشمول دینی تعلیم) وزیراعظم کی ذاتی نگرانی میں ہو، تاکہ نظریہ حیات پر مبنی ایک ایسا نصاب تعلیم تیار کیا جائے، جو پوری قوم میں وحدت فکر و عمل پیدا کرنے میں ممد و معاون

ثابت ہو امت کی وحدت کی بنیاد یاد رہے ایک اللہ کے ایک ضابطہ حیات اور ایک نصاب / ضابطہ تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے پر ہوتی ہے۔

3- ملت میں وحدت فکر، قرآن حکیم کو قرآن ہی سے سمجھنے سے پیدا ہوگی۔ روایات سے نہیں، جو ہر مذہبی فرقے کی الگ الگ ہیں۔ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ قرآن حکیم کے معانی و مفہوم کا ایک ایسا مستند نسخہ حکومت کی نگرانی اور ذمہ داری میں، تیار کیا جائے جو منجملہ اور باتوں کے، اسلام کے ان بنیادی اور غیر متبدل اقدار اور اصولوں کو اجاگر کرے جن پر اسلامی مملکت کی عمارت استوار ہوتی ہے اور جو زندگی کے اہم مسائل کا حل اپنے اندر رکھتے ہیں۔ حکومت کا تیار کردہ اور منظور کردہ یہ قرآنی نسخہ تمام چھوٹی بڑی تعلیمی درس گاہوں (بشمول دینی درس گاہوں) ریڈیو، ٹی وی، سرکاری دفاتر اور دیگر سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں صحیح قرآنی تعلیم پھیلانے کا واحد ذریعہ ہو گا۔ قرآنی تعلیم سے مراد وہ تعلیم نہیں جو ہمارے مدارس میں "دینی علوم" کی شکل میں دی جاتی ہے۔ طلباء کے لئے قرآن کی تعلیم ایسی ہونی چاہئے کہ متعلم، علیٰ وجہ البصیرت یہ محسوس کرنے لگ جائے کہ بلاشک و شبہ یہ کتاب عظیم نوع انسانی کے لئے واحد اور مکمل ضابطہ حیات ہے اور انسانیت کی مشکلات کا حل اس کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتا۔

4- اسی طرح، قرآن حکیم کی روشنی میں، حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ پر بھی ایک مستند کتاب، حکومت کی نگرانی میں تیار کی جائے، جو منجملہ اور باتوں کے، اس اسلامی نظام پر بھی روشنی ڈالے جو حضور ﷺ نے قائم فرمایا تھا اور جو حضور ﷺ کے بعد، خلفائے راشدینؓ کے زمانے میں آگے چلا۔ کیونکہ

"وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی"

ان گزارشات کا واحد مقصد فرقہ پرستی کے رجحان کو ختم کر کے ملت میں وحدت فکر کے فروغ کی حوصلہ افزائی ہے۔ یہ مقصد راتوں رات حاصل نہیں ہو جائے گا۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے میر کارواں کو نہایت احتیاط سے پلاننگ کرنا ہو گی کہ مقصد بھی حاصل ہو جائے اور "بھڑوں کا چھتہ" بھڑکے بھی نہیں۔ اس کے لئے قرآنی دعوت کا دیا جلانا ہو گا (3:102) اور اس کو دنیاوی اسباب و ذرائع کے تیل سے نہیں بلکہ اپنے خون جگر سے جلائے رکھنا ہو گا۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار!
(اقبال)

آخر میں ایک بار پھر سن لیجئے! ہمارے معاشرہ کا بگاڑ اللہ کی مقدس کتاب کے ساتھ مسلسل کھیل کھیلنے کی بنا پر ہے۔ اگر ہم نے یہ کھیل بند نہ کیا اور رسول ﷺ اللہ کی سنت کی پیروی نہ کی **ان اتبع الا مایوحی الی** (7:203، 10:15، 46:9) اور قرآن اور صرف قرآن کو اپنے آئین کی بنیاد نہ بنایا تو پھر فطرت کے فیصلے کا انتظار کیجئے۔ قرآن حکیم نے کہا ہے کہ جب کوئی قوم مہلت کے وقفہ سے فائدہ نہ اٹھائے اور اپنی ذہنیت نہ بدلے، اپنی روش نہ بدلے تو:-

(47/38) کے مطابق

"اگر تم اس نظام سے روگردانی کرو گے اور اپنے عہد سے پھر جاؤ گے تو وہ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئے گا جو تمہاری جیسی نہ ہو گی"

یہی وہ اصول خداوندی ہے جس سے ہمیں ڈرنا چاہئے کہ وہ ہمیں مہلت کے وقفے بار بار نہیں دے گا۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات!

PAMPHLETS--پمفلٹ

ادارہ طلوع اسلام دینی موضوعات پر پمفلٹس شائع کرتا رہتا ہے۔ مندرجہ ذیل پمفلٹس دو روپے فی پمفلٹ کے حساب سے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر طلب فرمائیں۔

1- آرٹ اور اسلام
2- احادیث کا صحیح ترین مجموعہ
3- اسلام کیا ہے؟
4- الزکوٰۃ
5- اسلام آگے کیوں نہ چلا؟
6- اسلامی قوانین کے راستے میں کون حائل ہے؟
7- اسلام ہی کیوں سچا دین ہے؟
8- الصلوٰۃ
9- اندھے کی لکڑی
10- بنیادی حقوق انسانیت اور قرآن
11- جہاں مارکس ناکام رہ گیا
12- حرام کی کمائی
13- خدا کی مرضی
14- دعوت پرویز کیا ہے؟
15- دو قومی نظریہ
16- روٹی کا مسئلہ
17- سوچیو (سندھی)
18- سوچا کرو
19- عالمگیر افسانے
20- عورت قرآن کے آئینے میں
21- فرقے کیسے مٹ سکتے ہیں؟
22- قرآن کا سیاسی نظام
23- قرآن کا معاشی نظام
24- قوموں کے تمدن پر جنسیات کا اثر
25- کیا قائداعظم پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے تھے؟
26- کافری گری
27- مرض تشخیص اور علاج
28- مقام اقبالؒ
29- مرزائیت اور طلوع اسلام
30- مقام محمدی
31- ماؤزے تنگ اور قرآن
32- ہم میں کریکٹر کیوں نہیں؟
33- ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
34- Islamic Ideology
35- Is Islam a Failure
36- Why Islam is the Only True Deen?

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر اسلم نوید

ہزار چشمے تیرے سنگ راہ سے پھوٹیں

(بیاد علامہ غلام احمد پرویز" یوم پیدائش 9 جولائی 1903)

کائنات اگر قواعد و ضوابط کے تحت رواں دواں ہے تو کسی قوم کو رہنما بھی قواعد و ضوابط ہی کے تحت دیئے جاتے ہوں گے۔ قدر ناشناس قوم سے سلوک شکر گذار قوم سے یقیناً" الگ ہو گا جبکہ تذبذب کی شکار قوم کا نصیبا ان دونوں سے مختلف ہو گا۔

برصغیر کے مسلمانوں کو لیجئے۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد ایک طرف وہ انگریز کی انتقامی کاروائیوں کی زد میں تھے تو دوسری طرف ہندو اس قوم کو' جسے قوم کی بجائے قوم کی باقیات کہنا مناسب ہو گا' تر نوالہ بنانے کی سازش کر رہا تھا۔ وہ ہندو کی وطن پرستی کے جال میں آیا ہی چاہتے تھے کہ عطا ربی سے سرسید احمد خاں اٹھے اور انہوں نے ہندو اور انگریز کی ملی بھگت کا پول کھول دیا۔ مسلمانوں پر انہوں نے یہ حقیقت واضح کر دی کہ یہ غلط ہے کہ ہندوستان میں بسنے والے تمام لوگ ایک قوم کے افراد ہیں۔ یہ بات سرسید ہی کہہ سکتے تھے جنہوں نے انگریز گورنر سرولیم میور کی کتاب "Life of Muhammad" پڑھی تو لندن سے اپنے دوست کو لکھا کہ میں نے اس کتاب کا جواب لکھ دیا ہے مگر اس کی طباعت کے لئے میرے پاس رقم نہیں۔ خدارا! کہیں سے قرض لے لو یا میرا گھر بیچ دو تاکہ میں اپنے ناناﷺ کے حضور سرخرو ہو سکوں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ قوم کا یہ مرد مجاہد قوم کی کشتی کا رخ ساحل مراد کی طرف موڑ رہا تھا اور قوم اس پر فتوؤں کی آگ برسا رہی تھی۔ مگر۔

تم نے جس دن کے لئے اپنا جگر چاک کیا
سو برس بعد ہی سہی دن تو وہ آیا آخر

فتوؤں کی یلغار میں قدرت اس قوم کو ایک چانس اور فراہم کرتی ہے۔ اقبال" منظر عام پر ابھرتے ہیں۔ وہ قوم کی زبوں حالی پر آنسو بہاتے ہیں۔ قوم کو جھنجوڑ کر جگاتے ہیں۔ اور اسے پیغام دیتے ہیں۔

گر تو مے خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز/ بقرآں زیستن

قوم انہیں بھی کافر قرار دیتی ہے۔ مگر حکیم الامت کے دیدہ تر کی بے خوابیاں رنگ لاتی ہیں۔ قوم انگڑائی لیتی ہے۔ علامہ اسلم جیراجپوری' علامہ عنایت اللہ المشرقی جیسے دانشور افق پر نمودار ہوتے ہیں۔ غلام احمد پرویز کی فکر پختہ اور جوان ہونے لگتی ہے۔ محمد علی جناح جیسے نڈر اور بے باک لیڈر آگے بڑھتے ہیں۔

کانگرس کی دوغلی سیاست سے متنفر مسٹر محمد علی جناح' اقبال اور پرویز کی مشاورت سے حسن کردار کا نقش تابندہ بن کر اس حسن و خوبی سے چمکتے ہیں کہ مخالف ہندو لیڈر سروجنی نائیڈو (بلبل ہند) کو یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے تمام لیڈروں کی جگہ ہمارے پاس صرف محمد علی جناح جیسا نصف لیڈر بھی ہوتا تو ہم کبھی ہندوستان تقسیم نہ ہونے دیتے مگر قدر ناشناس قوم نے اپنے اس محسن کو بھی کافر اعظم کا خطاب دے ڈالا۔ مقام شکر ہے کہ قوم جلد ہی ان

داعیان اسلام کی ہندو دوستی کو تیاگ کہ قائداعظم کے پرچم تلے جمع ہونے لگی۔ نتیجہ یہ کہ کشتی ساحل مراد تک آ گئی۔ شاد باد منزل مراد کے ترانے گونجنے لگے۔ کشتی کا کھیون ہار زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکا۔

قوم پر پھر سے جمود طاری ہونے لگا۔ چلتے قدم رک گئے۔ موقع غنیمت جانتے ہوئے پیروان مذہب بھی کار زار سیاست میں کود پڑے۔ ایسے میں علامہ غلام احمد پرویزؒ سامنے آتے ہیں۔ انہوں نے قوم کے مرض کا علاج تبدیلی قلب تجویز کیا اور پھر دین خالص کو عوام کے سامنے لانے کے لئے تن، من، دھن کی بازی لگا دی۔ مذہب کے بندھن ڈھیلے پڑنے لگے۔ خداوندان مذہب کو گوارا نہ ہوا کہ مسلمان اپنے مقام سے آگاہ ہو کر ان کے چنگل سے نکل جائیں۔ پرویز پکارتا رہا کہ اگر زندہ قوم بننا چاہتے ہو تو انسانوں کے بنائے ہوئے مذہب کی بجائے خالص اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ قوانین کی پیروی کرو۔ سورۃ عنکبوت کی آیت 51 میں اللہ کا یہ چیلنج موجود ہے کہ کیا تمہارے لئے اللہ کی یہ کتاب کافی نہیں جو ہم نے نازل کی ہے۔ ادھر وہ یہ کہہ رہا تھا ادھر مذہب کے سرخیل اسے کافر قرار دے رہے تھے۔ قدرت ایک بار پھر مسکرا رہی تھی کہ یہ بطل جلیل کفر کے فتوؤں کے علی الرغم پورے تزک و احتشام اور جذب و انہماک سے اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ 1985ء میں قرآن کا یہ شیدائی بھی راہی ملک عدم ہوا۔

تحریک طلوع اسلام جس کی بنیاد علامہ غلام احمد پرویزؒ نے 1938ء میں رکھی تھی علامہ موصوف کے مشن کو اسی تیزی اور تندہی سے آگے بڑھا رہی ہے۔ درس قرآن کی محافل ہوں یا علامہ پرویز کی تصانیف کا مطالعہ بزم ہائے طلوع اسلام کے تبلیغی جلسے ہوں یا تحریک کی سالانہ کونشن، شمع قرآنی روشن ہوتی ہے تو پروانے دیوانہ وار لپکتے ہیں۔ یہ سلسلہ برس ہا برس سے جاری ہے اور قرن ہا قرن تک جاری رہے گا۔ قرآنی تعلیم کو عام کرنے اور قرآن کو پاکستان میں عملاً" نافذ کرنے کے لئے ہماری جدوجہد اگر اسی طرح جاری رہی تو وہ دن دور نہیں جب ؎

یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائیگی

پرویزؒ نے کہا تھا۔

یہ سوچ کر خون جگر سے جلا رہا ہوں چراغ
کوئی تو ہو گا جو میرے پیچھے بھی آ رہا ہو گا

پرویز صاحب کو خراج تحسین پیش کرنے کی یہی ایک صورت ہے کہ وہ پلٹ کر دیکھیں تو اس راہ پر ہمیں موجود پائیں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

مثالی کردار

ماہنامہ طلوع اسلام کے دیرینہ قاری محترم غلام عباس کے لخت جگر پچھلے دنوں نامعلوم دہشت گردوں کے ہاتھوں قتل ہو گئے تھے۔ خبر ملی ہے ایس ایس پی جھنگ جناب زبیر محمود، ڈی ایس پی فیصل آباد چوہدری منصور احمد اور ایس ایچ او تھانہ موچیوالہ اکبر علی ڈوگر کی کوششوں سے ملزم گرفتار ہو گئے ہیں اور اس قتل میں استعمال ہونے والا اسلحہ بھی برآمد کر لیا گیا ہے۔ فرض شناسی کی یہ زندہ مثال قابل ستائش ہی نہیں دوسرے پولیس افسران کے لئے مشعل راہ بھی ہے۔ ادارہ متعلقہ پولیس افسران کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہے۔ مدیر

مطبوعات طلوع اسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

جولائی 1998ء

نام کتاب	سٹوڈنٹ	اعلیٰ
مفہوم القرآن (مکمل سیٹ		570/=
(کھلے پارے۔ فی پارہ)		19/=
مفہوم القرآن (مکمل سیٹ مجلد		570/=
(تین جلدوں میں۔ فی جلد)		190/=
لغات القرآن (مکمل سیٹ مجلد		720/=
چار جلدوں میں (فی جلد		180/=
تبویب القرآن (مجلد)		630/=
مطالب الفرقان (مکمل سیٹ۔ سورہ فاتحہ تا سورہ الحجر)	700/=	1400/=
مطالب الفرقان (جلد اول)	100/=	200/=
مطالب الفرقان (جلد دوم)	100/=	200/=
مطالب الفرقان (جلد سوم)	100/=	200/=
مطالب الفرقان (جلد چہارم)	110/=	220/=
مطالب الفرقان (جلد پنجم)	100/=	200/=
مطالب الفرقان (جلد ششم)	100/=	200/=
مطالب الفرقان (جلد ہفتم)	90/=	180/=
من ویزداں	120/=	240/=
ابلیس و آدم	120/=	240/=
جوئے نور	100/=	200/=
برق طور	100/=	200/=
شعلہ مستور	100/=	200/=
معراج انسانیت	180/=	360/=
مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں	60/=	120/=
انسان نے کیا سوچا؟	120/=	240/=
اسلام کیا ہے؟	100/=	200/=
کتاب التقدیر	120/=	240/=
جہان فردا	100/=	200/=
شاہکار رسالت	180/=	360/=
نظام ربوبیت	120/=	240/=
تصوف کی حقیقت	120/=	240/=
قرآنی قوانین	60/=	120/=

سلیم کے نام خطوط (جلد اول)	70/=	150/=
سلیم کے نام خطوط (جلد دوم)	70/=	140/=
سلیم کے نام خطوط (جلد سوم)	90/=	170/=
طاہرہ کے نام خطوط	60/=	120/=
ختم نبوت اور تحریک "احمدیت"	80/=	160/=
حسن کردار کا نقش تابندہ (سیرت قائداعظمؒ)	--	50/=
اقبال اور قرآن (جلد اول دوم)	175/=	350/=
مجلس اقبال۔ شرح مثنوی اسرار و رموز	150/=	300/=
مجلس اقبال۔ شرح مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق		75/=
قائداعظمؒ کے تصور کا پاکستان	100/=	200/=
بہار نو (مجموعہ مقالات و خطبات)	110/=	220/=
Islam: A Challenge to Religion	120/=	240/=
Expostion of the Holy Quran. Vol.1 (Upto Sura Al-Kahaf)	--	440/=
Islamic Way of Living	30/=	40/=
اسلامی معاشرت	30/=	75/=
اسباب زوال امت	20/=	60/=
جہاد	--	50/=
خدا اور سرمایہ دار	90/=	180/=
سلسبیل (مجموعہ مقالات و خطبات)	100/=	200/=
فردوس گم گشتہ (مجموعہ مقالات و خطبات)	100/=	200/=

متفرق کتب

مقام حدیث	60/=	120/=
قرآنی فیصلے (جلد اول)	175/=	350/=
قرآنی فیصلے (جلد دوم)	175/=	350/=
قتل مرتد، غلام اور لونڈیاں اور یتیم پوتے کی وراثت	--	50/=
مزاج شناس رسول	90/=	180/=
ابلہ مسجد	120/=	--
تحریک پاکستان اور پرویز	150/=	300/=
نوادرات	120/=	--
The Pakistan Idea	--	100/=
Woman Recreated	--	100/=

●●●●●

نوٹ:- طلوع اسلام ٹرسٹ کی مطبوعات سے حاصل شدہ جملہ آمدن قرآنی فکر عام کرنے پر صرف ہوتی ہے۔

(ان قیمتوں میں ڈاک اور پیکنگ کا خرچہ شامل نہیں۔ یہ قیمتیں کسی وقت بھی تبدیل کی جا سکتی ہیں۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عنایت اللہ

جذباتیت سے نکلیں، حقیقت میں آئیں

پاکستان نے ایک اور تجرباتی دھماکہ کر کے اپنی "سیریز آف ٹسٹ" (Series of Tests) مکمل کر لی ہے۔

ہم پاکستانی، دھماکہ پسند اور دھماکہ خیز قوم ہیں۔ کوئی من پسند واقعہ ہو جاتا ہے، کوئی فسادی مولوی اشتعال انگیز جوش خطابت سے ہمارے مذہبی جذبات کو بھڑکاتا ہے یا کوئی نیا حکمران آ کر بڑے ہی پرکشش انداز سے ہمیں سبز باغ دکھاتا ہے تو ہماری جذباتی حالت بارود کے اس ڈھیر جیسی ہو جاتی ہے جس میں چنگاری پھینک دی جائے۔ ہم گھروں سے نکل آتے ہیں، دھماکہ خیز نعرے لگاتے ہیں۔ موقع خوشی کا ہو تو مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں، ڈھول بجاتے اور بھنگڑے ڈالتے ہیں، چھتوں پر جا کر کلاشنکوف اور ریوالور سے فائر کرتے ہیں اور ہماری حالت نیم پاگلوں جیسی ہو جاتی ہے۔

اور اگر بات "اسلام خطرے میں ہے" والی ہوتی ہے تو ہم اس کتے کے پیچھے دوڑ پڑتے ہیں جس کی طرف اشارہ کر کے ہمیں بتایا جاتا ہے کہ وہ کتا تمہارا کان لے گیا ہے۔ ہم کتے کا خون بہانے کے بعد اپنے کان کو ہاتھ لگا کر دیکھتے ہیں کہ کتا واقعی ہمارا کان لے گیا تھا یا کسی نے ویسے ہی اڑا دی تھی۔

ہم نئے حکمران کا استقبال دھماکوں جیسے نعروں سے کرتے ہیں اور اسے قیامت خیز نعروں سے چلتا کرتے ہیں۔ ہماری عقیدت کو احتجاج میں بدلتے کوئی زیادہ دیر نہیں لگتی۔

ہم اپنے ان جذباتی مظاہروں کی بے شمار مثالیں پیش کر سکتے ہیں جو یہاں ممکن نہیں۔ یہاں ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں فرمایا ہے۔ "تم سوچ و فکر کیوں نہیں کرتے، عقل سے کام کیوں نہیں لیتے!" اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اچھی بری بات سنو تو اپنے فوری ردعمل کے اندھا دھند اظہار سے پہلے اس بات پر اپنی عقل سے غور کرو۔

جب ہماری حکومت نے ایٹمی دھماکے کئے ہیں تو ہمارا، آپ کا، پوری قوم کا خوشی سے دیوانہ ہو جانا ایک قدرتی اور بجا ردعمل ہے۔ میاں نواز شریف نے ہمارے خوابوں کی تعبیر پیش کر دی ہے۔ ہمارے دین اور ملک کے دشمن کے سامنے ہمارے سر اونچے کر دیئے ہیں۔ ہم عدم تحفظ کے احساس سے آزاد ہو گئے ہیں۔ قوم کے بچوں سے بوڑھوں تک نے، شہروں اور دور دراز کے دیہاتوں میں جس بے ساختی اور وارفتگی سے خوشیاں منائی ہیں، اس سے اس روح افزا حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ لوگ قومی جذبے سے سرشار ہیں اور مہنگائی کا عفریت، تنگ دستی اور بے مائیگی قوم کے جذبوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکی۔

کہنے کی بات یہ ہے کہ لوگوں کا جشن منانے کا انداز وہی ہے جو ہم آدھی صدی سے دیکھتے آ رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے دھماکوں نے بھارت کو اتنا دہشت زدہ کر دیا ہے کہ اس نے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ ہمارے لیڈر بھی اسی قسم کے بڑھک نما بیان دیتے چلے جا رہے ہیں۔

یہ انداز صحیح نہیں۔ بھارت کے معاملے میں اپنے آپ کو کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ کریں۔ یہ نہ سمجھیں کہ دھماکوں

پر بات ختم ہو گئی ہے۔ اصل بات تو اب شروع ہوئی ہے۔ ایٹم بم تو ایک (Deterrent) ہوتا ہے یعنی دشمن اس کے ڈر سے محتاط ہو جاتا ہے لیکن ایٹم بم جنگ کو روک نہیں سکتا۔ جنگ دوسرے اسلحہ ایمونیشن سے لڑی جاتی ہے۔ بھارت کے مقابلے میں ہمارے پاس اسلحہ' طیاروں' ٹینکوں' بحری جنگی جہازوں اور آبدوزوں کی شدید کمی ہے۔ اب ہمیں یہ کمی بہت جلد پوری کرنی ہے۔

یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ بھارت ہمارے ساتھ زمین دوز جنگ لڑ رہا ہے۔ یہ ہے اس کی خفیہ تنظیم "را" جس کے ایجنٹ' تخریب کار اور جاسوس پاکستان میں موجود ہی نہیں بلکہ ہمہ وقت سرگرم رہتے ہیں۔ ان میں بیشتر ایجنٹ پاکستانی ہیں۔ یہ ہم سب کو سوچنا چاہئے کہ ہمارے ہاں ایمان فروش اور غدار کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ پھر یہ کہ ہم ان ایجنٹوں کا سراغ کس طرح لگا سکتے ہیں' اور یہ بھی ہمارے سوچنے والا مسئلہ ہے کہ ہمارے ہاں وہ کیا معاشرتی حالات ہیں اور ہمارے دشمن کے پاس وہ کون سی کشش ہے جو پاکستانیوں کو دشمن کی جھولی میں ڈال دیتی ہے۔

مختصر یہ کہ ہم سب کو جذباتیت سے نکل کر حقیقت میں آنا ہے اور دشمن کو زمین دوز جنگ میں شکست دینی ہے۔

(بشکریہ حکایت)

●●●

۲۵ سالہ تجربہ کار

پیپلز کلیرنگ ایجنسی

کسٹم ھاؤس سے منظور شدہ
کلیرنگ اینڈ فارورڈنگ ایجنٹ

کلیرنگ اور فارورڈنگ کے معاملات میں ایک قدم آگے
ہمارے ۲۵ سالہ تجربہ سے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ فائدہ۔
ہم آپکی خدمت کیلئے ہمہ وقت تیار ھیں۔

۵۔ وقار سینٹر، فرسٹ فلور رام بھارتی اسٹریٹ، جوڑیا بازار۔ کراچی
فون: ۲۴۲۶۱۲۸ ۲۴۲۷۵۳۷-۲۴۲۱۰۲۵
فیکس نمبر: ۲۴۱۹۷۸۲
ٹیلیکس: ۲۱۰۴۳ BTC PK

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام جناب محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان

عنوان :- قوت ذرہ (Atom) اور قوت قرآن

السلام و علیکم !

نوع انسانی کو اس کرہ ارضی پر امن و امان سے رہنا چاہئے۔ مومن اور ایمان کا مادہ "امن" ہے۔ بد قسمتی سے ہمارا ہمسایہ بھارت ذرے (Atom) کی قوت سے آشنا ہو گیا اور اس نے قوت کا مظاہرہ کرکے اپنے ہمسایہ ملک پاکستان کو ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا۔

سائنس دان اس بات پر متفق ہیں کہ یہ کائنات 92 عناصر سے بنی ہے۔ ذرہ (Atom) ان عناصر میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ سر جے جے تھامسن نے 1997ء میں برقیہ (Electron) دریافت کیا۔ آئن سٹائن کے نظریہ اضافت نے ذرے کو مزید روشناس کرایا۔ 29 جولائی 1957ء کو امریکہ کے صدر آئزن ہاور نے "ایٹم برائے امن" کا نعرہ دیا۔ 19 مارچ 1965ء کو روس نے پاکستان کو ایٹمی بجلی گھر کی پیش کش کی۔ 22 دسمبر 1965ء کو اہل پاکستان نے یہ مژدہ سنا کہ پاکستان کے سائنس دان ایٹم پھاڑنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

پاکستان ایٹم برائے امن کی راہ پر گامزن تھا کہ 1974ء میں بھارت نے زیر زمین دھماکہ کر دیا جس سے پاکستان کو ایک گونہ تشویش لاحق ہوئی مگر اس نے قوت کا مظاہرہ کرنے سے اجتناب برتا۔ 1998ء میں بھارت نے یک لخت پانچ مزید دھماکے کر دیئے تو خطے میں قوت کا توازن قائم کرنے کے لئے پاکستان کو بھی ایٹمی دھماکوں کا جواب ایٹمی دھماکوں سے دینا پڑا۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے۔

جناب والا ! ایک ایٹم (Atom) کی قوت کا منظر آپ نے دیکھ لیا۔ میں آپ کی توجہ ایک دوسرے ایٹم (Atom) کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو اس سے کہیں زیادہ طاقت ور اور انقلاب آور ہے۔ یہ ایٹم (Atom) ہے اللہ کی کتاب عظیم قرآن مجید جو کہنے کو تو ایک کتاب ہے لیکن (Atom) کی تخریبی قوت سے کہیں زیادہ تعمیری قوت اپنے اندر رکھتا ہے۔ ایک ریسرچ لیبارٹری قوت کے اس بحر بیکراں سے استفادہ کے لئے بھی قائم کر دیجئے تاکہ حکمت اور قوت قدم بقدم آگے بڑھیں۔ مذہبی وزارت اور موجودہ دینی ادارے اس کے لئے کافی نہیں۔ اس کے لئے پارلیمنٹ میں مستقل بنیادوں پر ایک سٹینڈنگ کمیٹی قائم کیجئے جو پیش پا مشکلات کا حل قرآن پاک سے تلاش کرتی رہے۔

اللہ آپ کا حامی و ناصر

والسلام

ملک محمد حنیف وجدانی صدر باغبان ایسوی ایشن
معرفت پی او موہڑہ سیداں مری پوسٹ کوڈ نمبر 47224

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

(بزبان خود)

س :- محترم ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب ! یورپ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کب پاکستان تشریف لائے اور یہاں آنے کا خیال آپ کو کب اور کیوں آیا؟

ج :- دیکھئے میں ایک مسلمان اور پاکستانی ہوں اور قدرتی طور پر یہ خواہش رکھتا تھا اور رکھتا ہوں کہ میرا وطن اقوام عالم میں ایک بلند و باوقار مقام حاصل کرے۔ میں 1961ء میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے جرمنی گیا۔ اس سے قبل BSc کر کے کراچی میں ویٹ انسپکٹر کے طور پر سرکاری ملازمت کرتا رہا۔ مگر یوں زندگی گزارنا میرے لئے پسندیدہ بات نہیں تھی۔ میں خود بھی کچھ بنتا اور اپنے وطن کے لئے کچھ کرنے کا آرزومند تھا سو میں نے جرمنی جانے کا فیصلہ کیا جو ایک اچھا ملک ہے۔ برطانیہ جانا نہیں چاہتا تھا کیونکہ امتیازات بہت ہیں۔ وہ ایک متعصب معاشرہ ہے حالانکہ میرے بہت سے ساتھی برطانیہ میں تھے اور مجھے دعوت بھی دیتے رہتے تھے۔

میں جرمنی گیا تو ابتداء میں بہت مشکلات پیش آئیں۔ زبان کا مسئلہ تھا' نئی جگہ تھی' کوئی واقفیت بھی نہ تھی لیکن میں لگن سے اپنے کام میں لگا رہا۔ ابتداء میں ایک فیکٹری میں کام کیا۔ جرمنی میں یہ لازمی ہے کہ پہلے چھ ماہ کسی فیکٹری میں کام کیا جائے پھر فنی تعلیمی اداروں میں داخلہ ملتا ہے۔ چھ ماہ کی یہ مشقت پوری کرنے کے بعد میں برلن چلا گیا۔ وہاں دو برس تعلیم حاصل کی۔ اسی دوران میری منگنی ہوئی۔ میری منگیتر کا تعلق ہالینڈ سے تھا۔ پھر میں اپنی منگیتر کے ساتھ و ممن چلا گیا جہاں ورڈز یونیورسٹی ہے۔ یہ پانچ سو برس قدیم تعلیمی ادارہ ہے اور دنیا بھر میں ایک مقام رکھتا ہے۔ یہاں میں نے داخلہ لے لیا اور ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی امتیازی نمبروں کے ساتھ۔ ایک اچھا طالب علم ہونے کے ناطے میرے استاد نے مجھے اپنا اسسٹنٹ بنا لیا اور ایک برس میں نے ان کے ساتھ کام کیا۔

اس عرصے میں مجھے امریکہ' برطانیہ اور بعض دوسرے ملکوں سے دعوتیں مل رہی تھیں لیکن میں نے بلجیم کا انتخاب کیا۔ میری بیگم کے والد میرے اس فیصلے پر معترض تھے۔ انہیں بدقت اس بات پر قائل کیا کہ میرے بلجیم جانے پر معترض نہ ہوں۔ یوں میں بلجیم پہنچا جہاں میں نے پی ایچ ڈی کی۔ میں نے فنی نوعیت کے مضامین لکھے اور اپنے حلقے میں معروف ہو گیا۔ اس دوران ہالینڈ کی ایک فرم کو یورینیم پلانٹ چلانے کے لئے ایک اچھے انجینئر کی ضرورت تھی۔ مجھے پیشکش کی گئی تو میں نے اسے قبول کر لیا اور ہالینڈ میں چار برس کام کرتا رہا۔

ابھی میں بلجیم میں ہی تھا کہ سانحہ مشرقی پاکستان پیش آیا۔ میں اپنے والد کی وفات پر بھی نہیں رویا تھا مگر پاکستان

کے ساتھ جو کچھ ہوا اس نے مجھے بے کل کر دیا۔ میں کئی دنوں تک روتا رہا مگر کروڑوں پاکستانیوں کی طرح اس بے بسی میں بھی میں اپنے وطن کے بارے میں سوچتا رہا۔ جب 18 مئی 1974ء کو ہندوستان نے ایٹمی دھماکہ کیا تو میرا اضطراب بڑھ گیا۔ میں سوچتا رہا کہ اگر چند سال کے اندر پاکستان نے کچھ نہ کیا تو میرے وطن کے لئے اپنی سلامتی' دفاع اور خود مختاری کو بچانا ممکن نہیں رہے گا۔ میرے پاس علم تھا صلاحیت تھی مگر میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ آخر کار میں نے 17 ستمبر 1974ء کو مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کو خط لکھا جو اس وقت پاکستان کے وزیر اعظم تھے۔ میں یہاں کام کر رہا ہوں مجھے تجربہ ہے۔ مجھے موقع ملے تو میں خواہش رکھتا ہوں کہ اپنے ملک کی خدمت کروں اور امید رکھتا ہوں کہ پاکستان کو ایٹمی قوت بنا سکتا ہوں۔ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے دسمبر 1974ء میں مجھے پاکستان آنے کی دعوت دی۔ جب میں پاکستان آیا تو بھٹو مرحوم نے مجھے منیر احمد خان سے ملایا۔ میں نے بھٹو مرحوم کو مشورہ دیا کہ پاکستان میں بنیادی ضرورت کی کچھ فیکٹریاں لگائی جائیں تاکہ جب ہم اصل کام شروع کریں تو کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو۔

پھر میں دسمبر 1975ء میں پاکستان آیا تو بھٹو مرحوم نے کہا کہ آپ دیکھ لیں کہ آپ کے مشورے کے مطابق کام ہوا ہے یا نہیں۔ یہاں معمولی اہلیت کے انجینئر کام کر رہے تھے۔ یہ بات میں نے بھٹو صاحب کو بتائی تو انہوں نے میرا پروگرام دریافت کیا۔ میں نے بتا دیا کہ میں جا رہا ہوں لیکن بھٹو صاحب نے اصرار کیا کہ میں نہ جاؤں سو میں نے پاکستان میں قیام کا فیصلہ کر لیا۔ میرے اس فیصلے کے بعد بھٹو مرحوم نے غلام اسحاق خان اور آغا شاہی پر مشتمل ایک بورڈ بنایا اور میری نگرانی میں پاکستان کا ایٹمی پروگرام شروع ہوا۔ میں نے جولائی 1976ء میں کام کا آغاز کیا۔ تقریباً" دو سال کے بعد 14 اپریل 1978ء کو پہلی مرتبہ یورینیم کی افزودگی کا کامیاب تجربہ ہم نے کیا۔ اس موقعہ پر میں نے غلام اسحاق خان کو خط لکھا جنہوں نے جنرل محمد ضیاء الحق کو مطلع کیا۔ جنرل ضیاء الحق بہت خوش ہوئے۔ کہوٹہ آئے اور ہمیں شاباش دی۔

1981ء میں کہوٹہ میں باقاعدہ پلانٹ شروع ہوا اور 1982ء میں ہم نے باقاعدہ یورینیم کی افزودگی کا کام شروع کر دیا۔ جنرل ضیاء الحق نے مجھے بلایا۔ اس موقع پر لیفٹیننٹ جنرل نقوی بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تینوں کے سوا کسی کو یہ بات معلوم نہیں ہونی چاہئے۔ کوئی استفسار کرے تو کہا جا سکتا ہے کہ کامیابی نہیں ہو رہی۔ ہم قدم بقدم آگے بڑھ رہے تھے۔ 1983ء اور 1984ء میں ہم نے نیوٹران کے دو کامیاب تجربے کئے اور ایٹمی ہتھیاروں کے ڈیزائن تیار کئے اور سال بھر کے اندر ہی ہم نے 25 سے 30 ہتھیاروں کے اجزاء تیار کر لئے۔ جن کی ڈرائنگ سیل کر دی گئی۔ یہ سب دستاویزات جی ایچ کیو کے حوالے کر دی گئیں۔ جب ہم نے یہ تمام مراحل مکمل کر لئے تو جنرل ضیاء الحق نے جنرل کے ایم عارف کو بھی اعتماد میں لے لیا جن کی وساطت سے یہ دستاویزات منیر احمد تک پہنچیں تاکہ وہ ڈپلیکیشن کریں۔ اب منیر احمد نے بھی کہنا شروع کیا کہ ہم نے بھی بہت کچھ بنا لیا ہے مگر دنیا جانتی ہے بھٹو مرحوم اور جنرل ضیاء الحق اب دنیا میں موجود نہیں ہیں لیکن بہت سے عینی شاہد جانتے ہیں کہ پاکستان میں یہ کام کس نے کیا ہے۔ جہاں تک آج کی بات ہے۔ آج یہ کام کوئی بھی کر سکتا ہے۔ اب سارا "نظری مواد" موجود ہے۔ بہت کچھ انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ امریکہ کے بچے بھی ڈیزائن بنا سکتے ہیں۔ اصلی بات یورینیم کی افزودگی ہے (جو 99 فیصد سے زائد ہونا ضروری ہے۔ وہ کہاں سے آئے گی؟ اسے کنڈکٹ کرنا صاف کرنا توڑنا یہ کون کرے گا۔

س :- کیا یہ بات درست ہے کہ امریکیوں نے مختلف چھوٹے ملکوں کو اٹامک انرجی کمیشن بنانے میں مدد دی تھی تاکہ چھوٹے ممالک کھلونوں سے بہلے رہیں؟

ج :- جی ہاں کسی حد تک یہ بات درست ہے۔ آزادی حاصل کرنے والی نو آبادیات کے لئے یہ نظریہ امریکی صدر جنرل آئزن ہاور نے دیا تھا کہ لوگوں کو تھوڑی بہت آگاہی اور پرامن مقاصد کے لئے کچھ نہ کچھ ہوتا رہے جو بہتر فصلوں اور علاج معالجے کی سہولت کے لئے استعمال ہو۔

س :- ابتدائی ایام میں کچھ لوگوں نے آپ کے اس پروگرام اور آپ کی خدمت کو نشانہ بنانے کی کوشش کی؟

ج :- سب کچھ آپ کے سامنے ہے آپ جانتے ہیں کیا ہوتا رہا ہے کس نے کیا کیا ہے۔ اب سفینہ کنارے آ لگا۔ کسی کا کیا گلہ کیجئے۔ ہمارے بم کو اسلامی بم کا نام دیا گیا۔ بموں کا مذہب ایجاد کیا گیا۔ کسی نے عیسائی بم' یہودی بم' اور ہندو بم' نہیں کہا۔ سب استعمال کر رہے ہیں۔ چلئے اب تو پاکستان عالم اسلام کی حفاظت کے لئے تیار ہو گیا کوئی کچھ بھی کہتا رہے۔

س :- اتنی پابندیوں اور سختیوں میں آپ مطلوبہ ساز و سامان کیسے اور کہاں سے حاصل کرتے رہے؟

ج :- میں طویل عرصہ یورپ میں رہا تھا' بہت سی کمپنیوں سے' افراد سے' اداروں سے میرے تعلقات تھے' جب جس چیز کی ضرورت ہوتی ہمیں مل جاتی تھی۔ رکاوٹیں ضرور تھیں مگر اللہ کے فضل سے ہم نے ان پر قابو پا لیا۔ ساری باتیں عام کرنے کا وقت نہیں آیا البتہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ غلام اسحاق خان نے اس معاملے میں مکمل تعاون کیا۔

س :- یہ جو ہمارے یہاں اس دہائی پر ایٹمی پروگرام رول بیک اور کیپ کرنے کی باتیں ہوتی رہیں ان میں کتنی صداقت ہے؟

ج :- میں نہیں سمجھتا ایسی کوئی بات ہے۔ رول بیک کی بات کبھی بھی نہیں ہوئی۔ خود ہی کچھ غیر ملکی قوتیں رول بیک اور کیپ کرنے کی باتیں کرتی رہیں۔ کوئی حکومت اس معاملے میں رکاوٹ نہیں بنی۔ سیاسی معاملات سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ میں تو اپنے محاذ پر ڈٹا رہا۔ میرے راستے میں کوئی رکاوٹ کہیں نہیں آئی بعض لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ امریکہ کو سب کچھ معلوم ہے میں نے آپ کو بتایا تھا یہ دو ماہ پہلے کی بات ہے کہ ہمارے ایٹمی پروگرام کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ نہ پہلے معلوم تھا نہ انشاء اللہ آئندہ کچھ معلوم ہو سکے گا۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے تو اسے خوش فہمی میں رہنے دیں۔ وقت بتا دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ جاننے والا ہے۔ اب ساری دنیا کو معلوم ہو گیا کہ باخبری کے دعوے ہی دعوے تھے۔

س :- ہم اپنی ایٹمی ٹیکنالوجی کے لئے مطلوبہ خام مال اور دیگر ضروری اجزاء میں خود کفیل ہیں یا کسی پر انحصار کرنا پڑتا ہے؟

ج :- افزودگی کے لیے یورینیم ہمارے پاس موجود ہے۔ مقامی طور پر دستیاب ہے۔ اٹامک انرجی کمیشن نکالتا ہے۔ جہاں تک افزودگی پلانٹ کا تعلق ہے ہم خود کرتے ہیں۔ اس میں کسی کا کوئی تعلق نہیں۔ یورینیم کی افزودگی بہت مشکل کام ہے اور اللہ کے فضل سے یہ مشکل کام ہم خود کرتے ہیں۔ نہ صرف افزودہ کرنا بلکہ تمام آلائشوں سے پاک کرنا یہ سب کچھ ہم نے اپنی کوششوں سے کیا ہے۔

س:- توانائی کے حصول کے لئے ایٹمی میدان میں پاکستان اور چین کے تعاون سے چشمہ کے مقام پر ری ایکٹر کس پوزیشن میں ہے؟

ج:- چشمہ کے مقام پر 300 میگا واٹ کا بجلی گھر اس سال کے آخر تک کام شروع کر دے گا۔ کچھ عرصہ بعد کہوٹہ ریسرچ لیبارٹری مقامی طور پر ایندھن تیار کرنے لگے گی۔ اس کی تمام تیاریاں مکمل ہیں۔

س:- شاک اینڈ وائبریشن ٹیسٹ کیا ہوتا ہے' کیا اس نوع کے تجربے سے غوری میزائل کی صلاحیت بڑھانے کی اطلاع درست ہے؟

ج:- میزائل کی صلاحیت پرکھنے کے لئے یہ ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ ہم نے یہ ٹیسٹ بھی کر لیا ہے۔ غوری 700 کلوگرام وزن لے کر جا سکتا ہے جبکہ ہمارے ایٹمی ہتھیار کا وزن 400 کلوگرام ہے۔ یہ ٹیسٹ کرنے کے بعد ہمیں معلوم ہو گیا کہ غوری کی رینج 1500 سے بڑھ کر 1700 کلومیٹر ہو گئی ہے۔

س:- بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے یہ ٹیکنالوجی کسی اور سے لی ہے؟

ج:- کسی کی زبان نہیں پکڑی جا سکتی مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ ٹیکنالوجی 50 برس پرانی ہے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے پندرہ پندرہ برس دنیا کی اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی ہے۔ ہم نے بین الاقوامی معیار کے مکالے لکھے ہیں دنیا نے جن کی اہمیت تسلیم کی ہے۔ ہمارے مقالے دنیا کے معروف جرائد میں شائع ہوئے ہیں۔ آخر ہم یہ کام کیوں نہیں کر سکتے۔ کیا ہم نے یہ کر کے دکھا نہیں دیا۔ اب اگر کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے۔ کوئی اور بات کہتا ہے۔ تو کہتا رہے ہم مطمئن ہیں کہ ہم اپنے دشمن سے کم تر نہیں ہیں۔ اب ہمیں کوئی ڈرا دھمکا نہیں سکتا۔ اس سے زیادہ اس معاملے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔

س:- اس بات کے خدشات ظاہر کئے جا رہے ہیں کہ یہ ٹیکنالوجی منتقل ہو گی؟

ج:- دیکھئے پاکستان ایک ذمہ دار ملک ہے۔ پاکستان نے اس خطے کے امن کے لئے ہمیشہ ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہم تو دھماکہ بھی نہیں کرنا چاہتے تھے ہندوستان نے دھماکہ کر کے خطے کے امن کے لئے جو خطرات پیدا کئے اس کے ردعمل کے طور پر ہمیں بھی کرنا پڑا۔ پاکستان کی حکومت یہ کہہ چکی ہے کہ ہم نے یہ ٹیکنالوجی کسی کو نہ دی ہے اور نہ دیں گے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی دوسرا ملک یہ سب کچھ نہیں کر سکتا آج ایران' کویت اور مصر ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کرنا چاہیں اور پانچ سال بعد کام شروع کریں تو دس نہیں تو پندرہ سال میں یہ صلاحیت حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم بھی انسان ہیں ہم نے علم حاصل کر کے محنت کی' توجہ دی' خدا نے ہمیں کامیاب کیا۔ جن ممالک نے یہ صلاحیت حاصل کی وہاں بھی سائنسدان انسان ہی ہیں کسی اور مخلوق نے تو یہ کام نہیں کیا۔

س:- پاکستان میں کوئی ایسا ادارہ موجود ہے جہاں مسلمان ملکوں کے طلباء کو ایٹمی ٹیکنالوجی کی تعلیم و تربیت دی جاتی ہو؟

ج:- ہمارے ملک میں ایسا کوئی ادارہ نہیں ہے جہاں غیر ملکی مسلمان طلباء کو ایٹمی ٹیکنالوجی کی تعلیم دی جاتی ہو۔ میرے علم و یقین کی حد تک یہ بات درست نہیں ہے۔

س:- شاہین اور غزنوی میزائل کے تجربے کی باتیں بھی ہو رہی ہیں جبکہ دفتر خارجہ تردید کر چکا ہے' ان اطلاعات

میں کتنی صداقت ہے؟

ج :- شاہین سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ جب شاہین اڑے گا تو آپ میں بھی دیکھ لیں گے۔ غزنوی نامی میزائل کا مجھے علم نہیں کہ یہ نام رکھا گیا ہے اور کس نے رکھا ہے۔

س :- اگنی میزائل اپنے ہدف پر نہیں گرا تھا؟

ج :- جی ہاں یہ درست ہے۔ بھارت کا میزائل پروگرام پندرہ برس سے چل رہا ہے مگر ہندوستان اسے ٹھیک کر سکتا ہے۔

س :- یہ رول بیک اور کیپ کی بات کیا ہے؟ اور کیا اب کوئی پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو ختم کر سکتا ہے؟

ج :- آپ کی بات کا جواب یہ ہے کہ جب بھی ایٹمی کلب بنے گا پاکستان اس کا رکن ہو گا۔ پاکستان ایک امن پسند ملک ہے۔ اس نے تمام عالمی قوانین کی سختی سے پابندی کی ہے۔ کیپ کرنا یہ ہے کہ آپ ایسی کوئی مشین نہ بنائیں جس کے ذریعہ ایٹم بم بنایا جا سکے تو پاکستان نے کبھی اس قسم کا کوئی وعدہ کسی سے نہیں کیا۔ کسی بین الاقوامی فورم پر ہم نے اس کا وعدہ نہیں کیا۔ ہم بین الاقوامی فورم پر اپنی سلامتی اور تحفظ سے متعلق بات کرتے رہے ہیں۔ امریکی صدر بش اور ریگن کے پیغامات آتے رہے۔ ان کا اصرار تھا کہ ہم اپنا جوہری پروگرام کیپ کر دیں مگر ہم اپنے کام میں لگے رہے' ان پیغامات کا کوئی نقصان ہمیں نہیں ہوا۔

س :- ایک امریکی وکیل نے ایمل کانسی کے مقدمہ میں پاکستان کے بارے میں کچھ کہا تھا؟

ج :- جی ہاں اس نے میری بات دہرائی تھی جو میں نے امریکیوں اور یورپ کے بارے میں کہی تھی کہ پیسے لے کر یہ ماں کو بھی بیچ سکتے ہیں اور میں نے کچھ غلط بھی نہیں کہا تھا۔

س :- ڈاکٹر صاحب محترم وزیراعظم نواز شریف نے دھماکے کا فیصلہ کس دن کیا تھا؟

ج :- دھماکے کا فیصلہ 21 مئی کو ہو گیا تھا۔ (بشکریہ۔ آواز)

●●●

اسلام آباد

میں

درس قرآن کی ابتدا

بر مکان 302 - سٹریٹ 57 - سیکٹر F11\4

رابطہ جناب انعام الحق ملک صاحب

ایم اے - ایم فل

فون: 290900

نئی کتب

قرآن سے قرآن تک	علامہ محمد حسین عرشی	320/-
مضامین تصوف	مولف محمد ادریس	150/-
تاریخ طبری کے مآخذ	ڈاکٹر جواد علی / نثار احمد فاروقی	100/-
سونے کے زیورات کی شرعی حیثیت	پروفیسر رفیع اللہ شہاب	75/-
فجر الاسلام	علامہ احمد امین مصری	300/-
اکیسویں صدی اور ہمارے علماء	پروفیسر علی حسن مظفر	150/-
وحدت الوجود ایک غیر اسلامی نظریہ	الطاف احمد اعظمی	100/-
خطبات سیرت النبیؐ	سر سید احمد خان	300/-
تفسیر القرآن (مکمل)	سر سید احمد خان	600/-
تاریخ مخزن پنجاب	صوفی غلام سرور قریشی لاہوری	450/-
عورتوں کے بارے میں قرآنی احکام	پروفیسر رفیع اللہ شہاب	120/-
اسلامی تہوار اور رسومات	پروفیسر رفیع اللہ شہاب	130/-
عربی خود بولئے	پروفیسر رفیع اللہ شہاب	60/-
نامور مسلمان خواتین	علامہ اسلم جیراجپوری	120/-
الطلاق مرتن	علامہ تمنا عمادی	70/-

History of Philosophy (Western & Eastern) *(Radhakrishnan)* 600/-

Pivot of the Punjab *(Dr. Abdul Rehman)* 500/-

دوست ایسوسی ایٹس

پبلشرز بک سیلرز اینڈ جنرل آرڈر سپلائرز

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

Phone : 7122981 Fax : 092-42-7122981

email:shahid.adil@usa.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر شبیر احمد (فلوریڈا)

"ہندو بم" اور ہم

اہل حق را زندگی از قوت است
قوت ہر ملت از جمعیت است
(اقبالؒ)

یعنی مسلمان کی زندگی کا تصور ہی بغیر قوت کے ممکن نہیں اور قوموں کی شوکت و قوت کا راز ان کے اتحاد میں ہوتا ہے۔

1973ء میں ایک مرد قلندر نے یہی بات عربی میں کچھ یوں کہی تھی "مسلمانوں کی تقدیر اس وقت تک نہیں بدلے گی جب تک ایک اسلامی ملک ایٹمی قوت نہ بن جائے اور مسلمانوں میں اتحاد نہ ہو جائے"۔

یہ مرد قلندر کون تھا؟ ظاہر میں بادشاہ باطن میں درویش "ملک فیصل بن عبدالعزیزؒ"۔ مقام تھا طائف کا شاہی محل۔ سامعین میں آرمی میڈیکل کور کا ایک نوجوان افسر بھی شامل تھا' یعنی صاحبِ مضمون (تیل کی ناکہ بندی کر کے اور اس طرح کے ارشادات سے قلندر بادشاہ نے اپنی شہادت کا سامان مہیا کر لیا تھا)

27 اور 30 مئی 1998 کو وطن عزیز نے ایٹمی دھماکے کر کے فیصل بن عبدالعزیز شہید کے خواب کو تعبیر دے دی۔ ایک اسلامی ملک ایٹمی قوت بن گیا ہے۔ زندہ باد! پائندہ باد!

صاحبو! آج ہمیں آپ سے یہ کہنا ہے کہ کروڑوں کٹر ہندو آج نہیں تین سو برس سے اسلام اور مسلمان کو برصغیر سے نیست و نابود کر دینے کی بھرپور کوششیں کر رہے ہیں اور بیشتر مسلم ممالک اس سازش سے آگاہ نہیں ہیں۔

دین کافر فکر و تدبیر جہاد
دین ملا فی سبیل اللہ فساد

ایٹمی قوت تو بحمد للہ اب ہمیں میسر ہے "اتحاد تنظیم یقین محکم" کا اگلا قدم اٹھانے کی باری آگئی ہے۔ آیئے ذرا ماضی اور حال کے ایک جائزے پر نکلتے ہیں تاکہ ہمیں آگاہی اور بیداری اور دشمن کی پہچان کی توفیق عطا ہو۔

1700ء ... سکندر آباد میں رام راج والوں نے "مغل اعظم" کی قبر کھود کر اس کی بچی کھچی لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور اسے جلتی ہوئی چتا میں پھینک دیا! ایسا کیوں کیا ہندوؤں نے؟ بادشاہ اکبر تو ان کا محسن تھا۔ انہیں خوش کرنے کے لئے تو اکبر نے "دین الٰہی" ایجاد کر ڈالا تھا۔ گائے ذبح کرنے کی سزا اکبر نے موت مقرر کر دی تھی۔ داڑھی رکھنا جرم قرار دیا تھا۔ ہندو عورتوں کو مہارانیاں بنایا تھا اور ہندو فوجیوں کو فوج میں اعلیٰ عہدے دیئے تھے۔ کیا جرم تھا اکبر کا ان کٹر رامراجیوں کی نظر میں؟ یہ کہ اس کے نام کے درمیان "محمد" کا اسم آتا تھا! جلال الدین محمد اکبر

1707ء ... اورنگ زیب عالمگیر کی وفات پر پورے ملک میں کٹر ہندوؤں نے گھی کے چراغ جلائے اور ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو بحر ہند میں غرق کر دینے کا عزم کیا۔

1707ء سے 1798ء تک ہندو سکھوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل عام کرواتے رہے اور پھر 41 برس تک رنجیت سنگھ کی سکھا شاہی میں قرآن کے لاتعداد نسخے جلوائے

گئے، مسجدوں کو گردواروں (مست گڑھ) میں تبدیل کیا گیا اور لاتعداد مسلم خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔

1757ء ... بنگال میں مسلمانوں کی امیدوں کے چراغ نواب سراج الدولہ کو شہید کرنے میں میر جعفر جیسے غدار کے شانہ بشانہ امیر چند، مانک چند، راج بلبھ اور رائے دلربھ نے شب و روز کام کیا (جنگ پلاسی کے انگریز کمانڈر لارڈ کلائیو کو انگلستان واپس پہنچ کر بھی ضمیر کی خلش نے جینے نہ دیا اور اس نے 49 برس کی عمر میں خودکشی کر لی)

جیجا بائی کے بیٹے مرہٹہ سردار سیواجی 1670ء میں کہہ چکے تھے "میری تلوار پورے ملک کے مسلمانوں کو خون کے سیلاب میں بہا کر چھوڑے گی اور ایک مسلمان کا نشان بھی باقی نہ رہے گا"۔ (پنڈت نند کمار شرما)

1685ء میں سیواجی کے سپوت سنبھاجی بولے "مسلمان ملیچھوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر صاف کر دو" (تاریخ مہاراشٹر، بھائی پرمانند)

سنبھاجی کے سپوت ساہو اور ان کے پیشوا بالاجی باجی راؤ 1740ء میں چلکے "کاٹو ! درخت کو تنے سے کاٹو۔" (یعنی مسلمانوں کی قوت کے ہر سرچشمہ پر ضرب لگاؤ) شاخیں خودبخود گر جائیں گی" (خدا کا کرنا صاحبو ! یہ ہوا کہ زرغونہ بی بی کے لائق فرزند احمد شاہ ابدالیؒ نے 1761ء میں پانی پت کے میدان میں رام راج والوں کا تیا پانچا کاٹ ڈالا۔ زرغونہ بی بی نے اپنے بیٹے کو قندھار سے یہ کہہ کر رخصت کیا گیا تھا کہ یا وہ غازی بن کر لوٹے ورنہ میدان جنگ میں شہید ہو جائے)

ٹیپو سلطان جیسا مرد مجاہد جب وطن کو انگریز سے آزاد کروانے کی جدوجہد کر رہا تھا۔ 1782ء تا 1799ء) ہندو اس سے لڑتے رہے اور غدار ملت میر صادق کو ابھار کر مسلمانوں کی امیدوں کی ایک اور شمع کو گل کر دیا۔

مولوی اسماعیل اور سید احمد بریلوی کی بالاکوٹ کے مقام پر شہادت تک (1831ء) سکھوں کو ہندوؤں کی مکمل آشیرباد حاصل رہی۔

1857ء کی جنگ آزادی میں ہلکر، سندھیا اور گائکواڑ نے کھل کر انگریزوں کا ساتھ دیا۔

1873ء میں سوامی دیانند سرسوتی نے تحریک شدھی کی ابتدا کی یعنی برصغیر کے سب مسلمانوں کو ہندو بنایا جائے۔ جو لوگ شدھی ہونے سے انکار کریں انہیں ملک سے نکال دیا جائے "ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے" (گنگا دھر تلک)

1923ء ... پنڈت مدن موہن مالویہ اور سوامی شردھا نند نے انگریز وائسرائے کے ساتھ ساز باز کر کے سنگھٹن کی تحریک شروع کی۔ یعنی بھارت ماتا کے سب باسیوں کو بزور شمشیر ہندو بنا لیا جائے۔

1925ء "اسلام کے روڑے کو کوئی ملک ہضم نہیں کر سکتا۔ ہمیں نہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں کو شدھ کرنا ہے بلکہ افغانستان کو بھی ہندو افغانستان بنا کر اس پورے علاقے میں ہندو سوراج قائم کرنا ہے۔ (سنگھٹن کی ہندو فوجی تنظیم کے لیڈر لالہ ہردیال)

"ارجن کے دلارو ! اگر تم ایک گائے کی خاطر کراچی سے مکہ تک تمام مسلمانوں کو ختم کر دو تو بھی تھوڑا ہے" (مہاشہ پرتاپ 1927ء)

اور صاحبو ! اسی دور میں سوامی ستیہ دیو نے کہا۔ "مسلمانو ! اگر تمہیں برصغیر میں رہنا ہے تو یہ شرائط ہیں

1- قرآن کو نہ مانو۔
2- محمد ﷺ کو چھوڑ دو۔
3- مکہ سے لاتعلق ہو جاؤ۔
4- کبیر اور تلسی داس کو پڑھو۔
5- ہندو تہوار مناؤ۔
6- مسجدوں پر ویدک دھرم یا آریہ سماج کا جھنڈا لہرا کر

انہیں مندر بن جانے دو۔

مسلمان کے خون سے ہاتھ رنگنے والا اور ان کی عورتوں کو بے حرمت کرنے والا سیدھا سورگ (بہشت) میں جائے گا۔ (لالہ دھنپت رائے)

مسلمان نہ اللہ اکبر کہیں نہ خود کو اللہ کے بندے کہلائیں۔ وہ بندے ماترم پڑھا کریں۔ انہیں چاہئے کہ وہ بھارت ماتا کے بندے بن کر جئیں۔ (سمرتھ رام داس)

پوری قوم کو جل جانے دو! ہم پاکستان کے نام پر ایک انچ زمین نہیں دیں گے۔ (آنجہانی گاندھی)

پٹھانوں سے چاقو چھین لو۔ ہندو عورت کو پستول اور بندوق سے مسلح کرو۔ (آنجہانی گاندھی)

اور صاحبو! طرفہ تماشہ دیکھئے 1938ء میں ڈاکٹر ذاکر حسین کی سربراہی میں نئی تعلیمی پالیسی واردھا سکیم بنائی گئی۔ اس سکیم میں یہ کہا گیا کہ مذاہب سب برابر ہیں "بچوں کو آپ نہیں پڑھا سکتے کہ اسلام دین حق ہے" (کچھ غیرت مند مسلمانوں کی وجہ سے واردھا سکیم آگے نہ بڑھ سکی)

اردو کی جڑ کاٹو کہ اس کے حروف قرآن کے حروف سے ملتے ہیں (آنجہانی گاندھی)

ہری جن اور بیل کی قیمت ایک برابر ہے۔ مسلمان کی قیمت بیل سے کم ہے۔ (راجہ رام)

جواہر لال نہرو، سردار پٹیل اور ماؤنٹ بیٹن کی مشترکہ سازش کے تحت بددیانت انگریز وکیل ریڈ کلف نے بھارت اور پاکستان کے درمیان ایک لاکھ 75 ہزار مربع میل علاقے کی حد بندی کی۔ پنجاب میں یہ حد بندی آبادی کی اکثریت کے مطابق ہونا تھی لیکن ضلع گورداس پور میں یہ اصول توڑ کر دریائے راوی کو سرحد مان لیا گیا تاکہ کشمیر تک رسائی کی راہ ہندوستان کے لئے کھلی رہے۔ یہ ضلع بھارت کے حوالے کر دیا گیا۔ 14 اگست 1947ء کو ہندوانہ مکاری کی ایک مہیب سازش کامیاب ہوتے ہوتے رہ گئی۔ قائداعظمؒ کے موٹر کاروان کو کراچی میں اڑا دینے والا بم پھٹ نہیں سکا۔ (فریڈم ایٹ مڈ نائٹ: امریکی مصنف کولنز)

تقسیم ملک کے معاہدے کے تحت ایک لاکھ 65 ہزار ٹن فوجی ساز و سامان پاکستان کو ملنا طے پایا تھا۔ رام راج والوں نے چار ہزار سات سو ٹن ٹوٹا پھوٹا انجر پنجر بھیج دیا۔ پاکستان کے حصے کے 55 کروڑ روپے ہضم کرنے کی پوری کوشش کی۔ (برٹش انڈیا میکملن)

بھارتی حکومت نے دسمبر 1947ء میں نوزائیدہ پاکستان کو بھرپور حملہ کر کے ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ کچھ داخلی مجبوریوں کی بنا پر اس پر عمل نہ ہو سکا (سابق چیف جسٹس مسٹر مہاجن)

پاکستان کا قیام ایک عارضی حادثہ ہے۔ پاکستان کو مٹا دینے کے لئے 30 کروڑ ہندوؤں کو جان بھی دینی پڑے تو اس کے لئے تیار رہنا چاہئے (دیوان چمن لال)

صاحبو! 1947ء میں پاکستان وجود میں آیا تو رام راج کے پجاریوں نے 10 لاکھ مسلمانوں کو شہید کر ڈالا ان کے محلے کے محلے جلا دیئے۔ لاتعداد خواتین کو بے حرمت یا اغوا کیا۔ مکان، دکانیں، ٹرینیں لوٹی گئیں۔ پانی میں نیلا تھوتھا ملایا گیا۔ مسلمان زندہ جلائے گئے۔ ان کے جسمانی اعضاء قطع کئے گئے۔ بچوں کو نیزوں پر اچھالا گیا۔ ہزاروں مسجدوں کو مندروں اور گردواروں میں تبدیل کر دیا گیا۔

خود بھارتی حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق 1947ء سے آج تک ملک میں دس ہزار سے زیادہ بلوے مسلمانوں کے خلاف ہو چکے ہیں۔ کمال یہ ہے کہ آج تک کسی ہندو کو ان بلوؤں کی پاداش میں قابل ذکر سزا نہیں دی گئی۔ دنیا کی تاریخ میں ایسی اندھیر نگری کسی قوم نے نہیں مچائی ہے!

"میرے پتا جی نے بھارت ماتا کو دو حصوں میں کٹنے دیا۔ اکھنڈ بھارت ہمیشہ ہندو کے دل کا ارمان رہے گا"۔ (اندرا گاندھی 1972ء)

صاحبو ! یہ تو ہندو ذہن' سیاست اور تاریخ کی صرف چند جھلکیاں ہیں۔ داد دیجئے چوہدری رحمت علیؒ کو جنہوں نے 28 جنوری 1933ء کو لندن میں صاف صاف اعلان کر دیا تھا "ہم ہندو قومیت کی سولی نہیں چڑھیں گے"۔ انہوں نے وطن سے دور رہتے ہوئے آنے والے حالات کو بھانپ لیا تھا۔ آج یہ حال ہے کہ شہری ہو دیہاتی ہو مسلمان ہے سادہ۔ اہل پاکستان کی اکثریت ہندوؤں کی سیاہ تاریخ اور سیاست سے ناواقف دیکھی جاتی ہے۔ بڑے بھولپن سے آج بھی پوچھ لیتے ہیں "قائداعظمؒ نے پاکستان بنایا کیوں تھا؟" ہندو اور مسلمان اکٹھے کیوں نہیں رہ سکتے تھے؟" تازہ ترین سوال یہ کہ پاکستان کو ایٹمی دھماکہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ جواب علامہ اقبالؒ سے سنئے

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات
دیکھ مسجد میں شکست رشتہ تسبیح شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

ایسی عمارت دنیا میں کوئی نہیں بنوا سکتا اور اگر بنوانا چاہے تو اسے ایک کروڑ اشرفیاں اور 200 سال کی مدت صرف کرنا ہوگی۔ بشرطیکہ اسے بہترین کاریگروں کی خدمات بھی حاصل ہو جائیں"۔

صاحبو ! یہ عبارت کہاں لکھی ہوئی تھی؟ 1020ء کے لگ بھگ متھرا کے مندر کے باہر ایک تختی پر!

"ہندوستان کے مندروں کی خوبصورتی اور نفاست کا بیان نہ کسی مصنف کے قلم سے ممکن ہے اور نہ کسی مصور کے برش میں یہ طاقت ہے کہ اس کی تصویر کشی کر سکے۔"

"ہندوستان کے مندر فن تعمیر کے بہترین نمونے ہیں۔ لوگ انہیں دیکھ کر مبہوت رہ جاتے ہیں۔ ان کا مثل تعمیر کرنا تو درکنار ان کی تفصیل بھی بیان سے باہر ہے"۔

صاحبو ! یہ بیانات ہیں سلطان محمود غزنوی کے مشہور درباریوں ابو ریحان البیرونی اور ابن عتبی کے۔ حیرت کی بات ہے کہ یہ عظیم الشان مندر ان لوگوں نے بنائے جو ہندو مت کو مرنجاں مرنج اور وسیع المشرب (آج کی اصطلاح میں) سیکولر مذہب کہتے تھے۔ ہر قوم کے دیوتا کو اپنا دیوتا بنا لیتے تھے۔ حیوانات' نباتات اور جمادات میں لاکھوں ہی دیوتا تھے ان کے۔ ان گنت انسانوں کو بھگوان کا اوتار قرار دیتے تھے۔ عملی طور سے

تراشیدم پرستیدم' شکستم

یعنی بت تراشتا ہوں' اس کی پوجا کرتا ہوں اور پھر اسے توڑ ڈالتا ہوں۔ یہ تھی حالت ہندومت کی ہزار سال پہلے اور کچھ مختلف نہ تھی دو ہزار سال پہلے اور کچھ بدلی نہیں ہے آج کے دور میں!

سیکولر ازم کا دعویٰ کرنے والا ہندوستان مذہبی اعتبار سے کٹر ہندو ریاست ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ بہت سے یورپین اسکالرز نے ہندوؤں کو دنیا کی سب سے زیادہ مذہبی قوم قرار دیا ہے!

دنیا میں سب سے زیادہ عبادت گاہیں کونسے ملک میں ہیں؟ بھارت میں (ان گنت مندر ہیں وہاں) وہ کون لوگ ہیں جو دیوتاؤں کا نام لئے بغیر کوئی کام شروع نہیں کرتے؟ جواب آپ خود سمجھ لیں۔ کونسی قوم ہے جن کے یہاں قتل ڈاکہ چوری اتنے بڑے جرائم نہیں جتنا بڑا جرم ہے مذہبی رسموں کی ادائیگی میں غفلت ہو جانا۔ جنم کنڈلی' مہورت' جوتشی اور پنڈت کی اطاعت' شبھ اور اشبھ گھڑی وغیرہ! دنیا کا سب سے بڑا مذہبی اجتماع کیا آپ مسلمانوں کے حج کو سمجھتے ہیں؟ جی نہیں بنارس اور جگن ناتھ تیرتھ کے لئے ہر سال کئی ملین زائرین آتے ہیں لیکن ہر 12 سال بعد اڑیسہ کے ساحل پر کروڑوں یاتری جمع ہو جاتے ہیں اور جب جگن ناتھ جی کا رتھ نکلتا ہے تو اس کے پہیوں کے نیچے آکر جان دینے کو لاکھوں ہندو اپنی زندگی کا سب سے بڑا ارمان سمجھتے ہیں۔

غیر ذات کے ساتھ سواری کر لینا یا اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لینا انہیں ناپاک کر دیتا ہے۔ اس طرح کہ ان کی ذات کھو جاتی ہے اور ذات کھو جانے سے موت بہتر سمجھی جاتی ہے۔ ہم بی جے پی B.J.P یا شیوسینا والوں کی بات نہیں کر رہے صاحبو ! بات ہو رہی ہے ہندو دھرم کے عام پیروؤں کی، سواد اعظم کی ! کمال یہ کہ اہل ہند کو شکایت ہم سے ہے کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں ! یہ پاکستان والے مذہب کی بات کیوں کرتے ہیں؟ اپنے ملک کو سیکولر کیوں نہیں کہتے؟

بہمن گوید کہ از تسبیح بگذر
بدوش خود برد زنار خود را

(برہمن مجھے کہتا ہے تسبیح چھوڑ دے اور خود زنار لئے پھرتا ہے)

500 ق - م کے آس پاس منوجی کا دھرم شاستر قلم بند ہوا۔ منو مہاراج کا یہ صحیفہ آج بھی ہندو مت میں اور ہندوستانی معاشرے میں مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ اس دھرم شاستر کے کچھ ارشادات ملاحظہ فرمایئے

دشمن سے خطرہ ہو تو کچھوے کی طرح سر چھپا کر ناک میں رہو اور موقع ملتے ہی مہیب ناگن کی طرح سر اٹھا کر اسے ڈس لو۔

بغیر چڑھاوے کے دیوتا بھی کام نہیں آتے۔ گائے کے تھن میں دودھ نہیں رہتا تو بچھڑا بھی اسے چھوڑ جاتا ہے۔ اس لئے جس سے تمہیں مطلب ہو اسے رشوت کی نذر و نیاز دیتے رہو۔

عورت کی عقل، علم اور پاکیزگی پر کبھی اعتماد نہ کرو۔

دشمن میں پھوٹ ڈالے بغیر کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی۔

ہتھیاروں سے دشمن پر ایسی فتح نہیں پائی جا سکتی جیسی حیلہ سازی سے۔

گائے اور برہمن کو مارنے والے کو قتل کر دو۔

اگر شودر کسی دوسری ذات کا نام بھی بے حرمتی سے لے تو ایک لوہے کی کیل دس انگل لمبی آگ میں سرخ کر کے اس کے منہ میں ڈالی جائے گی۔

ایک طرف تو یہ متشدد خیالات، افکار اور عقیدے اور دوسری جانب ہندو مت کی وہ رواروی کہ جو مذہب ہندوستان آیا اسے اسفنج کی طرح اپنے اندر جذب کر لیا۔ الطاف حسین حالیؒ نے ان ہی معنوں میں ہندو مذہب کو "اکال الامم" یعنی امتوں اور مذاہب کو کھا جانے والا دیو کہا ہے۔ اس "اکال الامم" کے لئے بدھ مت لکڑی کا ایسا لڈو ثابت ہوا ہے جسے نگلنا مشکل ہو گیا۔ رام راج والے ہندو نے بدھ مذہب کو دیس نکالا دے دیا۔ جلاوطن کر ڈالا ! بدھ مت پھر چلا تو ہندوستان سے باہر، مشرق بعید میں !

اب اس ہندومت کے "اکال الامم" کا واسطہ پڑا دین اسلام سے۔ معاف کیجئے صاحبو ! دین اسلام سے سابقہ ہی نہیں پڑا، مذہب اسلام سے پالا پڑا۔ مسلمان بادشاہ ہندوستان میں دین لائے ہوتے تو اہل ہند آج سب کے سب امت مسلمہ کا حصہ ہوتے۔ دین اور مذہب کے اس فرق کو علامہ اقبالؒ کی بصیرت نے کیا خوب واضح کیا ہے !

یا وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مذہب مردان خود آگاہ و خدامست
یہ مذہب ملا و نباتات و جمادات

جیسا کیسا بھی مذہب اسلام ہمارے بادشاہوں صوفیوں اور فقیہوں نے ہندوستان میں پیش کیا وہ منو مہاراج کے دھرم کے لئے ایک عذاب بن گیا۔ بقول مہاشہ پرتاب "ایک ایسا روڑا ہے جسے نہ نگل سکے نہ اگل سکے"۔ اسلام کی توحید خداوندی اور انسانوں کی مساوات میں کچھ ایسی کشش تھی کہ محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کے دور سے ہی

منوجی کے چیلے دھڑا دھڑ اسلام کی آغوش میں پناہ لینے لگے۔
پھر گیارھویں اور بارھویں صدی عیسوی میں دور اندیش برہمن نے بھگتی تحریک شروع کر دی۔ مہا بھارت ' رامائن ' اپنشدوں ' ویدوں اور منوجی کے دھرم میں توحید اور انسانی مساوات کی کوئی گنجائش نکلتی نہیں تھی لیکن بھگتی تحریک والے برہمنوں نے خشک چٹانوں سے چشمہ نکالنے کی کوشش کی۔ بولے ہندومت نے توحید کو مانا ہے۔ یہاں تک کہ بیسویں صدی میں ابوالکلام آزاد جیسا عالم بھی اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر لکھ گیا "دنیا کے کسی مذہب نے توحید کو اتنی قریب سے نہیں دیکھا جتنا ہندومت نے دیکھا!"
بھگتی تحریک والوں نے رام اور رحیم کو ایک قرار دیا۔ ہندوؤں کی ذات پات پر تکلف کے طور پر زبانی تنقید فرمائی۔ توحید اور انسانی مساوات کا درس ہندوؤں کو بھگتی والوں کے یہاں ملنے لگا۔ اسلام کی تبلیغ کی رفتار مدھم پڑ گئی۔
1857ء کی جنگ آزادی کے ارد گرد لارڈ میکالے اور ڈاکٹر ہنٹر لکھ ہی چکے تھے کہ مسلمانوں کا وجود اور اسلام کا نام و نشان برصغیر سے ہمیشہ کے لئے مٹا چاہتا ہے لیکن صاحبو! ہوا کیا؟

"ہندو بم" کی اگلی قسط کا انتظار فرمائیں۔

•••

ختم نبوت فنڈ کا قیام

طلوعِ اسلام عقیدہ ختم نبوت کو دین کی اصل اور اسلام کی اساس سمجھتا ہے۔ اس کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں ہو سکتا۔ نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ختم نبوت کا اعلان دراصل نوعِ انسان کی آزادی کا اعلان ہے۔ انسانی اختیار و ارادہ پر جس قدر پابندیاں عاید کرنی مقصود تھیں ان سب کی صراحت قرآن مجید میں کر دی گئی ہے۔ اور اس امر کی ضمانت دی گئی ہے کہ ان میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کر سکتا۔ یہ ضمانت نوعِ انسان کے لئے بہت بڑی رحمت ہے کیونکہ اس کی رو سے انسان اپنی آزادی کی طرف سے حتمی اور یقینی طور پر مطمئن ہو جاتا ہے۔

علامہ غلام احمد پرویز نے اپنی معرکہ آرا تصنیف "ختم نبوت اور تحریک احمدیت" میں اس موضوع پر نہایت مدلل اور پرمغز بحث کی ہے۔ اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر ادارہ طلوعِ اسلام نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت کر کے مفت تقسیم کیا جائے تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ لوگ استفادہ کر سکیں اور دوسرے یہ کہ عقیدہ ختم نبوت سے متعلق طلوعِ اسلام کے نقطہ نظر کے بارے میں جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں ان کی وضاحت ہو جائے۔ اس کام کے لئے بہت ساری رقم درکار ہے جو کہ تحریک طلوعِ اسلام کی مالی استطاعت سے باہر ہے۔ لہذا، ختم نبوت کے نام سے فنڈ قائم کیا گیا ہے اور طلوعِ اسلام کے تمام کرم فرماؤں سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ اس فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیں تاکہ اس کام کو خوش اسلوبی سے سر انجام دیا جا سکے۔ آپ اپنے عطیات ادارہ طلوعِ اسلام یا طلوعِ اسلام ٹرسٹ ختم نبوت فنڈ کے اکاؤنٹ میں بھجوائیں۔ تحریک آپ کے تعاون کے لئے ممنون رہے گی۔

فہرست کتب از ڈاکٹر سید عبد الودود

نمبر شمار	کتب	قیمت
-1	مظاہر فطرت اور قرآن	300/= روپے
-2	Phenomena of Nature & Quran	400/= روپے
-3	Conspiracies against the Quran	200/= روپے
-4	The Heavens, the Earth & the Quran	200/= روپے
-5	Gateway to the Quran	100/= روپے
-6	Quranocracy, not Democracy	100/= روپے
-7	Pretenders' Mutual Tussle & the Quran	100/= روپے
-8	Food & Hygiene in Islam	60/= روپے

فہرست پمفلٹ از ڈاکٹر سید عبد الودود

نمبر شمار	پمفلٹ	قیمت
-1	Rule of Allah in State Affairs	50/= روپے
-2	Islamic Social Order	10/= روپے
-3	How to Achieve Solidarity of Ummah	10/= روپے
-4	Timings of Salat	10/= روپے
-5	Decentralisation of Ummah is the Basic Cause of its Debasement	(Under Print)
-6	Establishment of Islamic Social Order in Pakistan by Late President Muhammad Zia-ul-Haq. A Reality or a Mirage?	10/= روپے
-7	A Viper Stings	10/= روپے
-8	فریب جمہوریت	(Under Print)
-9	صدر ضیاء الحق مرحوم کا نفاذ اسلام۔ حقیقت یا سراب	10/= روپے

●●●●●

کتب اور پمفلٹ طلوع اسلام ٹرسٹ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ رحمت اللہ طارق

اور جب بولی دے کر مسلمان فروخت کر دیئے گئے

بارہویں صدی مسیحی کا ایک شرمناک واقعہ

نفرت ایک ایسا تخریبی "محرک" ہے جو مخالف کے وجود کی نفی کر دینے کے باوصف نرم نہیں پڑتا۔ بلکہ تاریخ نے بعض ایسے بھی واقعات کو محفوظ کر رکھا ہے، جنہیں اگر سینہ حوادث کو چاک کر کے آشکارا کر دیا جائے تو بہت سی جبینوں پر شکنیں پڑ جائیں گی۔ لہٰذا میں زیادہ گہرائی میں جانے کی بجائے صرف تین واقعات کا ذکر کر کے اپنے مقصد کی وضاحت کروں گا۔

بنگالیوں کے خلاف طوفان باد و باراں

کوئی تین عشروں کی بات ہے کہ مشرقی پاکستان میں احساس محرومی نے کچھ ناگوار صورت اختیار کر لی۔ جس پر ہونا تو یہی چاہیئے تھا کہ ان کی سنی جاتی۔ لیکن ہوا یہ کہ پاکستانی صحافت نے بعض خفیہ طاقتوں کی انگیخت پر نفرت اور انتقام کا لاوا اگلنا شروع کیا۔ جس سے حاکموں اور محکوموں کے مابین "تناؤ" اور کھچاؤ بڑھتا چلا گیا۔ جنگ، جسارت اور نوائے وقت نے حسب عادت، بنام اسلام، حاکموں کی حمایت اور بنام لادینیت، محکوموں کی مخالفت میں تمام زور صرف کر ڈالا۔ ان ہی دنوں یا اس سے کچھ ہی عرصہ پہلے سید مودودی نے قتل مرتد کے عنوان سے ایک زہریلی تحریر متعارف کرائی جس میں مرتد کے مفہوم میں وسعت پیدا کر کے سیاسی مخالفین کو بھی زمرہ منحرفین میں شمار کیا گیا۔ بلکہ حالات کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ مسٹر یحییٰ خاں کے دور میں بواسطہ، نوابزادہ شیر علی، مودودی حضرات نے عسکریوں تک رسائی حاصل کر لی اور اپنے کو ترجمان شریعت کی حیثیت سے منوا لیا۔ اس کے بعد یہی حضرات سانحہ مشرقی پاکستان میں مارشل لاء کے دست و بازو بن کر بنگالیوں کے خلاف صف آراء ہو گئے۔ انہیں باغی، لادین، اسلام سے منحرف اور واجب القتل ٹھہرایا گیا۔ ان کی جانوں کی حرمت اور خواتین کی عصمت کو مباح اور قابل پائمالی گردانا گیا۔ بلکہ اسلام کو پسند کرنے والوں نے، بغیر کسی نمائندگی کے، قابض ہونے پر نہ تو خفت محسوس کی اور نہ ہی عرق انفعال میں ڈوبے۔ انہوں نے اردو والوں کو ملا کر البدر اور الشمس کے عنوان سے فوج تیار کر کے جہاد کا اعلان کر دیا۔ پھر جس طرح ہندوؤں نے کشمیر میں، عیسائیوں نے بوسنیا میں اور یہودیوں نے فلسطین میں مسلمات کی عفت و عصمت کو تار تار کیا اسی طرح ڈھاکہ میں اسلام پسندوں نے اپنی کلمہ گو بہنوں کی عصمتوں کو ہوس کاری کی بھینٹ چڑھا دیا کہ ان کے جہاد کے اعلان کے بعد ایسا کرنا ضروری تھا --- یہ بہتان ہے نہ الزام تراشی بلکہ ان ہی دنوں عالمی پریس ان شرمناک واقعات کو سامنے لے آئی اور دبے الفاظ میں پاکستانی قیادت نے اس کا اعتراف بھی کیا تھا۔ بلکہ جنرل نیازی نے تو اس اعتراف کو یہ کہہ کر پختہ بنا لیا تھا کہ بنگلہ خواتین کے جسموں میں "باس" ہوتی ہے --- بلکہ حال ہی میں روزنامہ "خبریں" نے اپنے پہلے صفحے پر ----- تین

سطری عنوان دے کر لکھا ہے کہ

بنگلہ دیش حکومت نے اتوار کے روز پاکستان کے قائم مقام سفیر رفعت اقبال کو طلب کیا اور کہا کہ پاکستان 1971ء کی جنگ پر معذرت کرے تو بنگلہ دیش اسے معاف کر دے گا۔ بنگلہ دیش کی وزارت خارجہ کے ایک سینئر اہلکار نے پاکستانی سفیر کو بتایا کہ ہم نے آزادی حاصل کرنے کے لئے جو جنگ لڑی اس میں بے پناہ قربانیاں دی گئیں۔ ہم ان تلخ تجربات کو ہرگز فراموش نہیں کر سکتے۔ آزادی کی جنگ میں ہماری دو لاکھ عورتوں سے زیادتی ہوئی اور 30 لاکھ افراد قتل ہوئے۔

(روزنامہ خبریں ملتان۔ پیر 4 مئی 1998ء صفحہ 1 کالم 6 و صفحہ 11 نمبر 22)

اور یہ الزام نہیں' حمود الرحمان کمیشن کے سامنے ایسے بھی اشارے ملتے ہیں جو اس حادثہ فاجعہ کی تصدیق کرتے ہیں۔

جہاد افغانستان

ابھی کل کی بات ہے کہ بین الاقوامی سامراج نے افغانستان کی خانہ جنگی کو اسلامی مسئلہ بنا کر ہمارے سامنے رکھا اور ہماری "منصورہ" سرکار نے بنگالیوں کی طرح افغانیوں کے خلاف بھی نفرتوں کے لاوے اگلنا شروع کر دیئے اور اب کی بار بھی مارشل لاء کا ساتھ دینے کا قرعہ فال مودودی حضرات کے نام ہی نکلا۔ انہوں نے اب بھی اسی پرانی روش کے مطابق نفرتوں اور جہاد کے گولے داغنا شروع کر دیئے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے نقد صلہ کی صورت میں ارب ہا ڈالر ان کے دست تصرف دیدیئے گئے۔ اب پھر سے اسلام کے نام پر کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ مارنے والے بھی مسلمان اور مرنے والے بھی مسلمان۔ حتیٰ کہ اسلام کے اس زندہ معجزے کو دیکھ کر سیکولر یورپ اور لادین چاپانا تک اسلام کی حمایت میں کود پڑے لیکن اس خراب و دمار میں پاکستان کو کیا ملا؟ 30 لاکھ افغانی لاشیں' 35 لاکھ پاکستان کے نئے قابضین' ہیروئن' کلاشنکوف اور خلیج و اسلام آباد کے خلوت کدوں میں گوری گوری دوشیزاؤں کے غول کے غول اور زوال افغانستان کے دائمی اسباب۔ میں نے ایک ملا سے دریافت کیا کہ جن دوشیزاؤں سے عرب کے شیوخ اور پاکستانی امراء کے محلات و قصور بھر دی گئیں وہ روسی نہیں مسلم خواتین تھیں۔ ان کی عصمتیں کیوں پائمال ہوتی رہیں؟ ارشاد ہوا جہاد کا جب اعلان ہوتا ہے تو فریق مخالف کی عورتوں کو آغوش میں لیا جا سکتا ہے۔

سندھیوں سے امتیازی سلوک

نفرت کے ان صنم کدوں کے پجاریوں نے مضبوط مرکز اور نظریہ پاکستان کے سلوگنوں سے مغربی پاکستان کی فضا کو بھی "مکدر" اور متعفن بنانے کی بنیاد اس وقت رکھ دی تھی جب ڈھاکہ ساقط ہو گیا تھا۔ یعنی کہ محرومیت کے احساس میں ڈوبی ہوئی ملت پاکستان کے خلاف نفرت و انتقام کی آگ کی خندقیں مودودیوں نے 32 سال پہلے کھود کر اسلامیوں کو جھونک دیا اور ویرانی مسلم پر تماشہ کرتے رہے۔ کیونکہ سامراجیوں اور سرمایہ داروں نے اس غرض کے لئے ان کے دامن' زر و جواہر سے بھر دیئے تھے۔ بعد میں گردش لیل و نہار نے اگرچہ تب کے حالات کو نئے رخ پر ڈال دیا تھا' مگر ان کے مزاج میں نہ تبدیلی ہوئی اور نہ ہی افتاد طبع نے پلٹا کھایا کیونکہ ہمارے بعض اسلام پسند کالم نویس آج بھی اسی انتقامی اور نفرت آگیں ذہنیت سے کام لے رہے ہیں' جس سے پہلے کام لیتے رہے۔ وہ آج بھی پسماندہ علاقوں کے خلاف نفرت و انتقام کی وہ دھونکنی دھونک رہے ہیں۔ اور مخالفین پر مرکز گریز رجحانات کے الزامات عائد کر کے ان کا حق دبانے کی چال چل رہے ہیں۔ سندھی اور وطن دشمن؟ یہ

لفظوں کی عجیب صناعی ہے وہ سندھ جس نے آج سے چودہ سو سال پہلے اپنے سینے کو اسلام کے لئے کھلا رکھا۔ وہ سندھ جس نے قرار داد لاہور سے پہلے اپنے صوبے کی جانب سے پاکستان بنانے کی قرار داد پاس کی۔ آج اسے ہی پاکستان اور اسلام دشمنی کا تمغہ دیا جا رہا ہے۔ کاش مرکز والے ہوش کے ناخن لیتے اور مخصوص انتقام کو ملحوظ رکھ کر' سندھیوں کے عمومی مفاد اور مزاج سے صرف نظر کرتے ہوئے ان کی قسمت کے فیصلے لندن اور لاہور میں کرنے سے گریز کرتے۔ آخر ابناء اسلام کو صوبوں کو دبا کر رکھنے کی پٹی کس نے پڑھائی اور کس نے یہ درس دیا کہ اس زمین پر فرزند زمین کا کوئی حق نہیں ہے۔ آخر مرکز اور ایجنسیاں اپنی کج ادائیوں پر نظرثانی کیوں نہیں کرتیں؟ پہلے کی طرح اب بھی لہجے کی تلخی' الفاظ کی صلابت' طنزیہ فقروں کی تندہی و تیزی کیوں جاری ہے۔ کیا پاکستان کے خیر خواہ صرف پنجاب میں رہتے ہیں؟ اسلام کی سربلندی صرف اردو پریس کے ذریعہ ہی ہو رہی ہے؟ کاش یہ منفی سوچ پروان نہ چڑھتی ماضی میں سوشلزم کو ایسے کریہی معانی پہنائے گئے اور ایک معیشی اصطلاح جسے آزمایا تک نہیں گیا اسے بہانہ بنا کر لوگوں کو ایک خاص صوبے کے خلاف نفرت پر اتنا ابھارا گیا کہ پھر سے ڈھاکہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ یہاں کے ان مسلمانوں کو جو ناموس رسالت کے لئے ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دے چکے تھے قطعی کافر نسلی غیر مسلم اور دشمن پاکستان ٹھہرا کر واجب القتل ٹھہرایا گیا۔ بلکہ ایجنسیوں نے ان ہی لوگوں کو جس طرح ڈھاکہ کی حکومت سپرد کر دی تھی۔ یہاں بھی بغیر نمائندگی کے شریک اقتدار بنا کر ان کی ڈنڈا فورس بنا ڈالی اب اس فورس نے عسکری پشت پناہی میں پرامن شہریوں کو نہ صرف پریشان کرنا شروع کیا۔ ان کے قرآن پڑھتے نونہالوں کو محلے کی مساجد سے اٹھوا دیا۔ گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ نظام مصطفیٰ کے جلوسوں میں کہیں دور کھڑے بزعم ان کے کسی سوشلسٹ پر نظر پڑ گئی تو دوڑ کر اسے پکڑا اور پھر مار مار کر جان سے مار ڈالا۔ مسلمانوں کے قبرستان میں دفنائے جانے پر مزاحمت کی۔ جنازے پڑھنے میں رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ ان کے وکلاء' دانشوروں' صحافیوں اور کارکنوں کو ٹارچر سیلوں میں رکھ کر ناکردہ جرم کی پاداش میں اذیت کی انواع و اقسام سے دوچار کیا گیا۔ کاش یہ روسیاہیاں اسلام کے نام پر روا نہ رکھی جاتیں۔ ان ہی لوگوں نے عسکری قیادت کو یہ بات سمجھا دی کہ لڑاؤ اور حکومت کرو۔ چنانچہ اس نیک مشورے پر عمل کرتے ہوئے خود سر اور خود ساختہ امیر المومنین نے عامتہ الناس کو سیاسی اور مذہبی دھڑوں میں بانٹ کر دانستہ سپاہ صحابہ' سپاہ محمد' ایم کیو ایم اور پختون خواہ کے عنوان سے مشتہر کیا۔ کھلی حق تلفیوں کو اسلام کی شوکت اور دبدبہ سے تعبیر کیا گیا۔ غرضیکہ ہمارے علماء' زعماء اور عسکری قیادتوں نے مل کر تمام تعصبات اور نفرتوں کو اسلام کے حوالہ سے پھیلایا اور عام کیا۔ سندھ میں دانستہ زوال امت کے اسباب پیدا کئے گئے۔ طاقت کا ارتکاز کر کے احساس محرومی کو توانا بنایا گیا۔ صوبوں میں ڈمیوں کا سہارا لے کر حقیقی خیر خواہوں کو نظرانداز کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کی سربلندی کے لئے کیا جاتا ہے۔ لیکن اسلام اگر وحی قرآن سے کشید ہوتا ہے تو وحی قرآن پیار و محبت اور اعلیٰ قدروں کا درس دیتی' اور نفرت سے دور رہنے کی تلقین کرتی ہے۔ وہ اپنے بدترین حریفوں سے بھی اچھی معاشرت کا حکم دیتی ہے۔

" لکم دینکم ولی دین" یعنی انہیں کھلے دل سے جینے کا حق دیتی ہے۔ جبکہ رائج اسلام میں پیار و محبت کی رتی تک نہیں ہے اور غیر تو غیر اپنے ہی بھائی بندوں کی گردن ناپنے کے اشارے دیتا ہے۔ لیکن یہ اسلام نہیں۔ یہ تو مذہب ہے' جو انسانوں میں دھڑے پیدا کرتا اور پھر ہر دھڑے کو دوسرے کے خلاف نبرد آزما بنا دیتا ہے۔

ناظرین محترم

میری یہ تلخ نوائی میری مجبوری ہے۔ میرے نزدیک جس طرح دولت کا ارتکاز برا ہے اسی طرح طاقت کا ارتکاز بھی تمام

خرابیوں کا منبع ہے۔ اور اسی طاقت کے بل بوتے پر ملازمتیں چھینی جا رہی ہیں۔ اور اسی ہی طاقت کے بل پر لندن اور لاہور میں قسمتوں کے فیصلے کر کے ایک نئے ڈھاکہ کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ کی ایک خبر ملاحظہ ہو روزنامہ خبریں لکھتا ہے۔

سندھ میں ڈویژن کی سطح پر صوبے بنائے جائیں۔ ایم کیو ایم رابطہ کمیٹی کی قرارداد

(خبریں۔ ملتان 7 مئی 98ء صفحہ 3 تین کالمی سرخی کالم 6 تا 8)

غور فرمایا آپ نے کیا یہ قرارداد کوئی خوشگوار اثر چھوڑ سکتی ہے۔ الطاف صاحب پھوٹ اور دھڑے بندی کا کھلا سمبل ہیں کبھی جناح پور کے نقشے تقسیم کرتے ہیں تو کبھی کلاشنکوف کے زور پر کروڑوں کے بھتے وصول فرماتے ہیں۔ علیحدہ حکومت کا حصول ان کی دیرینہ خواہش ہے۔ دہشت گردی ان کا شیوہ ہے۔ بوری بند ہزاروں لاشوں کے تحفے بھیجنا ان کا وطیرہ ہے۔ پچاس برس ہو گئے ان لوگوں نے اپنی پہچان نہیں بدلی۔ اگر سندھی کہلانے سے انہیں نفرت تھی تو مہاجر کی بجائے صرف پاکستانی کہلاتے مہاجر تو قومیت کے مفہوم میں استعمال ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ زبان و ادب اس کی تائید کرتے ہیں نہ لغت اور تمدن ----
یہ لوگ اسلام آباد کے کھونٹے پر ناچ کر' مرکز توڑ کارروائیاں سرانجام دے کر' اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور پھر ایسا بھی ہو گا کہ مودودی پارٹی والے اسے بھی فرزند وطن کے کھاتے میں ڈال کر ملت کے برائے نام اتحاد کو بھی پارہ پارہ کر ڈالیں گے۔
میں قرآن کا طالب ہوں اور قرآن کا صرف ایک ہی مطالبہ ہے کہ ہم انفرادی خواہ اجتماعی طور پر ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ ہماری وحدت کس طرح سے قائم رہ سکتی ہے۔ اور ڈھاکہ کے تناظر میں سوچیں کہ موجودہ کردار فرزندان وطن کو مطمئن کر سکتا ہے؟

صنم کدۂ قومیت پر انسانوں کی بھینٹ

ناظرین میں قومیت اور لوگوں کے خود اختراعی مذاہب پر دانستہ بحث کرنا نہیں چاہتا۔ تاہم میرے نزدیک قومیت ایسی ہی بری چیز نہیں جسے گالی سمجھ کر مسترد کر دیا جائے۔ قرآن پاک نے جو لوگ قومیت' ذات اور گوت بدلتے یا ذریعہ شناخت کی نفی کرتے ہیں' ان کی مذمت کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قومیت کی نفی نہیں ہو سکتی۔ نفی غلط مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔ قرآن نے معاشرے کے بدنہاد افراد میں ان لوگوں کو بھی شامل کیا ہے۔ جو "پہچان" کو بدل لیتے ہیں فرمایا ---- معاشرے کے بدکردار افراد مثلاً فلاں فلاں کی بات کا نہ اعتبار کرو اور نہ گواہی تسلیم کرو۔ پھر آخر میں فرمایا کہ نہ ہی زنیم کا اعتبار کرو یعنی ایسے اشخاص جو ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچ کر یا ایک ملک سے ہجرت کر کے دوسرے میں جا کر سکونت اس لئے اختیار کریں تاکہ ذات بدل کر اونچی فیملیوں کا ممبر بنیں اور پھر رشتہ ناطے کے ذریعہ زن و فرزند اور مال و دولت سمیٹتے رہیں۔

(القلم' 11 تا 13)

قرآن کہتا ہے یہ بدنہاد مسلمان ہو کر بھی اس قابل نہیں کہ ان کی گواہی قبول کر لی جائے۔ کیونکہ ذات بدلنے سے نسل اور نطفے کا تحفظ' باقی نہیں رہتا ---- اب رہا یہ کہ اصل احترام "تقوٰے" سے مربوط ہے۔ جی بجا فرمایا آپ نے لیکن اتقاء کردار سے مربوط ضابطہ اخلاق ہے۔ جو ذات اور قومیت کے معنی میں استعمال نہیں ہو سکتا۔ آپ کسی کے ساتھ متقی' حاجی نمازی' زکوتی اور جہادی کے لاحقے اضافہ کر کے ذات اور قومیت کے مفہوم میں استعمال نہیں کر سکتے آپ طارق تمیمی' براہوی' جونیجو' خاصخیلی تو استعمال کر سکتے ہیں کہ یہ "پہچان" کے طغرے ہیں۔ حاجی و نمازی اس مفہوم میں استعمال نہیں کر سکتے

جبکہ قرآن ذات کا ابہام نہیں چاہتا کہ ذات کی اصلی پہچان اللہ کا ضابطہ ہے اسی طرح کردار کا اچھا ہونا بھی اللہ کی منشا کا عکاس ہے۔ دونوں اپنی جگہ مستقل قدریں ہیں۔

اس وضاحت کے ساتھ ہی مذہبی تاریخ کے ایک ایسے حادثے کا بیان کروں گا جو دل خراش بھی ہے اور شرمناک بھی۔ اور بدقسمتی سے اس سے قومیت بھی ملوث ہوتی ہے اور مذہب بھی۔ ہوا یوں کہ عباسیوں نے اپنے عم زاد علویوں اور جد زاد امویوں کو دبا رکھنے کے لئے صدیوں تک عجمیوں کا سہارا لیا۔ بعد میں ایشیائے کوچک میں بسنے والے ترکوں کو بھی درباری امور میں شریک و سہیم بنا لیا گیا۔ اس طرح ایرانی اور ترک عرب معاشرے کا جزو بنتے چلے گئے اور پھر ایک مرحلے پر حکومتی اہم مناصب پر بھی یہی لوگ فائز ہوتے رہے۔ اب ہوا یہ کہ یہ اجنبی اہلکار آہستہ آہستہ حکمرانی کے خمار میں بے خود ہوتے گئے اور غالباً" یہ سمجھ کر کہ عرب حکمران اس قدر ناتواں اور لاغر ہیں کہ کوئی بھی کام ترکوں کے سہارے کے بغیر سرانجام نہیں دے سکتے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ اجنبیوں نے اختیارات کے استعمال میں ان کی عزت نفس کو ملحوظ نہ رکھا ہو۔ بہرحال احساس کی شدت نے قومیت اور عصریت کے جذبات کو انگیخت کی اور پھر یہ خیال اجاگر ہوا کہ یہ اجنبی ہیں تو ہمارے نوکر۔ کیوں نہ ان سے جان چھڑائی جائے۔ چنانچہ اندر ہی اندر قومیت کی کشمکش --- کا مواد پکنے لگا اور تاریخ بتلاتی ہے کہ سلطان صالح نجم الدین ایوب (1249م) نے جب (1230م) میں امام عز الدین بن عبدالسلام (1262م) کو جو درجہ اجتہاد پر فائز اور ابن تیمیہ سے زیادہ شہرت رکھتے تھے سلطان العلماء کے لقب سے نواز کر مملکت مصر کا چیف جسٹس بنا دیا' جبکہ ان کا تقرر بھی برمحل اور قدر شناسی کے اعلیٰ مذاق کا عکاس بھی تھا لیکن افسوس کہ حضرت امام جیسے "نابغہ" کا خمیر معلوم ہوتا ہے انتہائی بدبودار کیچڑ سے اٹھا ہوگا' کہ آپ نے اپنا منصب سنبھالتے ہی "مذہبی" وارداتیں شروع کر دیں۔ آپ سے پہلے مصر والے اور ترک ممالیک مل جل کر مملکت کا کاروبار چلاتے تھے مگر آپ نے اپنا منصب سنبھالتے ہی عرب قومیت کے استحکام کی تدابیر شروع کر دیں۔ ان دنوں مقتدر اعلیٰ اگرچہ ایک عادل بادشاہ تھا مگر مملکت کے کلیدی عہدوں پر جو امراء اور اعیان فائز تھے ان کی اکثریت عرب نہیں ترک نسل سے تعلق رکھتی تھی جو سلطان العلماء ابن عبدالسلام کے اجتہاد کے بموجب آزاد نہیں کیے جا سکتے تھے لہٰذا آپ کا فتویٰ تھا کہ "**حکم الرق مستصحب علیهم لبیت مال المسلمین**"

یہ ماضی میں ہمارے درباری محافظ تھے لہٰذا ان پر غلامی کے احکام صادر ہو سکتے ہیں جس کی رو سے وہ اسلامی بیت المال "سرکاری خزانے" کی جائیداد شمار ہوں گے اور انہیں فروخت کر کے خزانے کا پیٹ بھر دیا جائے۔

سلطان العلماء کے اس فتوے کی "زد" ان لوگوں پر بھی پڑی جو نائب السلطنت جیسے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ چنانچہ اب پوری فضا ترکوں کے غیض و غضب سے بھر گئی ادھر عربوں نے جو اس فیصلے سے پہلے ملی جلی حکومت چلاتے تھے اس فیصلے کو "نسلی اساس" پر برحق اور عرب قومیت کے حسب حال قرار دے کر ترکوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے مملکت کے تمام ادارے "ٹوٹ پھوٹ" کا نشانہ بنتے چلے گئے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ترک "نائب السلطنت" (وزیراعظم) اور دیگر زعمائے حکومت سلطان نجم الدین کے پاس شکایت لے کر جمع ہو گئے کہ ---- **کیف ینادی علینا هذا الشیخ و یبیعنا و نحن ملوک الارض .....**

یہ بڈھا شیخ کیسی باتیں کر رہا ہے اور ہمیں کیسے فروخت کرنا چاہتا ہے؟ جبکہ ہم غلام نہیں آزاد ہیں اور وسط ایشیاء کے بیشتر ملک ہمارے زیر نگیں ہیں -----

لیکن معاملہ چونکہ سیاسی سے "مذہبی" اور "خالی قومیت" سے شاؤنزم کی حدود میں داخل ہو چکا تھا ایسے میں نہ تو سلطان نجم الدین میں کسی کے "مراقعہ" (فریاد) سننے کی اخلاقی جرات موجود تھی اور نہ ہی عرب قومیت کا بپھرا ماحول کسی طرح کے نرم گوشے رکھنے کا متحمل ہو سکتا تھا۔ چنانچہ عز الدین بن عبدالسلام نے اپنی "قاضیانہ" شان وشوکت سے عربوں پر صرف عربوں کی حکومت کا سلوگن بلند کرتے ہوئے ترک نسل کے تمام افراد کو بولی دے کر سرعام نیلام کرڈالا اور فروخت کا پیسہ عربوں کے مفاد کے لئے خزانے میں جمع کرا دیا۔

اس واقعہ کو علامہ جلال الدین سیوطی (1505م) نے اپنی شہرہ آفاق تاریخ مصر" **حسن المحافرة فی تاریخ مصرو القاهره**" طبع لیتھو قاہرہ جلد 2/98'99 میں اور علامہ تاج الدین سبکی (1360م) نے اپنی تاریخی کتاب "**طبقات الشافعیہ**" طبع مصر جلد 5/80'109 میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس واقعہ پر جاحظ (868م) کی "التاج" کے حاشیہ نویس مشہور سکالر ڈاکٹر احمد زکی پاشا (1934م) تبصرہ فرماتے ہیں کہ

> تاریخ اسلام کا یہ منفرد واقعہ ہے کہ ایوبی حکمرانوں کے دور میں قاہرہ کے ترکوں کا نیلام عام کر دیا گیا۔
> (التاج- طبع امیریہ مصر 1914م صفحہ 161 سطر 13)

نہ صرف آزاد انسانوں کا نسلی اساس پر نیلام عام کر دیا گیا۔ امام عز الدین بن عبدالسلام کے فتوے اور حکم سے عربوں اور اسلام کی رسوائی کا سامان بھی ہو گیا۔ بلکہ روسیاہی کے اس واقعہ اور عربوں کی "حاوی تر" "قومیت" نے اپنے پیچھے کمزوری اضمحلال اور عدم استحکام کے جو اثرات چھوڑے اس کے نتیجہ میں فروخت شدہ ترکوں کے شدید ردعمل نے تھوڑے ہی دنوں بعد کایا پلٹ دی۔

نیلام ہو کر حکمران بن گئے

اس واقعہ سے ترکوں کے ردعمل نے جو رخ اختیار کیا وہ نہایت ہی شدید اور عربوں کے لئے نہایت ہی ذلت کا موجب بنا یعنی اب ہوا یہ کہ غیر عرب عملاً" مصر کے خودمختار حاکم بن گئے اب اگرچہ ---- حکمرانوں کی نئی کھیپ کا شہرہ "**الممالیک**" (خاندان غلاماں) کے لقب سے ہوا لیکن ان کی عملداری اتنی مضبوط اور خوشحالی کی حامل تھی کہ صدیوں تک ان کا چرچا رہا۔ بعد میں یہ المالیک دو فیملیوں کی صورت میں "منظرعام" پر آ گئے یعنی جسٹس عز الدین بن عبدالسلام کی زندگی ہی میں **ممالیک بحریین**" (Bahryyeen) کی حکمرانی شروع ہوئی جو 1250م سے 1380م تک حکومت چلاتے رہے ان کے تقریبا 26 بادشاہ ہو گذرے ہیں جن میں ظاہر "بیبرس" (1277م) جیسے نامور سلاطین بھی تھے۔

ممالیک کی دوسری فیملی "برجیین" (Burgiyyeen) پر مشتمل تھی جو (1382م) سے 1517م تک فرماں روائی کرتی رہی۔ ان کے تقریبا" 24 سلاطین سامنے آئے ہیں جن میں سلطان برقوق (1398م) جیسے آسمان شہرت کے ستارے نیز تھے۔

ناظرین محترم ایک تنگ ظرف ملاں نے اپنے قاضیانہ اختیارات کو غلط استعمال کر کے اپنی زندگی ہی میں اپنے اور تمام اہل مصر کے لئے رسوائی اور ذلت کا سامان بھی کیا اور اسلام کے ماتھے پر ایسا کلنک کا داغ بھی لگا دیا جو کبھی مٹائے نہ مٹے۔

ابن عبدالسلام کون تھے؟

امام موصوف شافی الاصل تھے۔ بہت سے تعلیمی اداروں کے نگران ہونے کے علاوہ جامع اموی دمشق کے خطیب اور امام بھی تھے۔ ادیب، دانشور، مفسر اور مجتہد بھی تھے۔ سلطان اسماعیل بن محمود (1181م) نے جب "صعد" کا قلعہ عیسائی حکمران کے سپرد کر دیا تو ابن عبدالسلام بپھر گئے اور جمعہ کے خطبہ میں اس کا نام حذف کر دیا۔ سلطان نے جیل بھجوا دیا جب رہا ہوئے تو مصر چلے گئے اور سلطان العلماء بن گئے۔ وہ انقلابی ضرور تھے مگر قومیت کے باب میں ٹھوکر کھا گئے۔ (طبقات السبکی طبع قاہرہ جلد 5/ 80'107) النجوم الزاھرہ طبع قاہرہ جلد 7/208 -- اور مفتاح دار السعادۃ طبع مصر جلد 2/212) وغیرہ

تبصرہ کتب

1- نام کتاب۔ ثبوت حاضر ہیں (قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں)
2- ترتیب و تحقیق۔ محمد متین خالد 3- ناشر۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ حضوری باغ روڈ۔ ملتان
4- ضخامت۔ 871 صفحات - قیمت 300 روپے

تحریک احمدیت کے کفر و الحاد کے متعلق قارئین طلوع اسلام سے بڑھ کر کون آگاہ ہو گا کہ سب سے پہلے علامہ غلام احمد پرویزؒ ہی کے استدلال پر قانون کی بارگاہ میں انہیں کافر قرار دیا گیا تھا پھر بھی "ثبوت حاضر ہے" کے مصنف محترم محمد متین خالد کی ہمت اپنی مثال آپ ہے کہ انہوں نے قادیانی مذہب کے بانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے جانشینوں کے کفریہ عقائد و عزائم کی عکسی دستاویزات 871 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں جمع کر دی ہیں۔ مصنف کا دعویٰ ہے کہ وہ اس کتاب میں درج تمام حوالوں اور عکسی نقول کی صداقت کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد سمیت کسی بھی قادیانی کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر اس کتاب میں موجود کوئی بھی عکس غیر حقیقی ہو یا کوئی بھی حوالہ من گھڑت پایا جائے تو وہ اس کے لئے ہر سزا قبول کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے عقائد و عزائم پر لکھی گئی یہ کتاب ہماری نظر میں اس موضوع پر بہترین (Compandium) کا درجہ رکھتی ہے۔ 16 ابواب پر مبنی اس کتاب میں نبوت بند ہے، نبوت جاری ہے، اللہ، انبیاء، صحابہ کرامؓ، اولیا عظام، قرآن و سنت اور حرمین شریف کی توہین۔ علاوہ مرزا قادیانی کے حالات زندگی، مسلمانوں سے معاشرتی بائیکاٹ، انگریز کی حمایت اور شرمناک تحریروں جیسے عنوانات شامل ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف یہ کہ ہر پڑھا لکھا مسلمان قادیانیت کے ایک ایک پہلو سے آگاہ ہو جائے گا بلکہ خود قادیانی بھی اس کتاب سے ایمان کی روشنی حاصل کر سکیں گے۔ دوسرے تبصرہ نگاروں سے اتفاق کرتے ہوئے ہم بھی یہی سمجھتے ہیں کہ تحقیق و جستجو کی دنیا میں قادیانیت کے حوالہ سے یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ خوبصورت سرورق، خوشنما طباعت، قیمت اگرچہ قدرے زیادہ ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کتاب کا مطالعہ، ہمارے ان دانشوروں کے لئے بھی اتنا ہی مفید ثابت ہو گا جو اپنی روایتی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کی طرح ایک فرقہ قرار دیکر آگے نکل جاتے ہیں اور ہماری نژاد نو کو بھی اس کے مطالعہ سے قادیانیت کی اصلی شکل دیکھنے کا موقع مل سکے گا۔ مصنف کے لئے ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ "اللہ کرے زور قلم اور زیادہ"۔

مدیر طلوع اسلام

تفصیل عطیات برائے ختم نبوت فنڈ

نمبر شمار	نام معطی صاحبان	رقم
1-	بزم طلوع اسلام منگورہ ضلع سوات	1,000/= روپے
2-	محترم محمد بشیر گھرکی لاہور بذریعہ ڈاکٹر محمد سعید لاہور بزم	1,000/= روپے
3-	محترم محمد سعید ڈار گجرات	100/= روپے
4-	محترم عظیم الحسن بھٹی باغبانپورہ بزم لاہور	500/= روپے
5-	محترم شمس الرحمٰن باغبانپورہ بزم لاہور	500/= روپے
6-	محترم محمد طفیل مغلپورہ بزم لاہور	300/= روپے
7-	بزم طلوع اسلام کوئٹہ	6,000/= روپے
8-	محترم منصور احمد لندن	1034/= روپے
9-	محترم محمد امین ناروے	50,000/= روپے
10-	محترم سید عبدالقدیر لاہور	1,000/= روپے
11-	محترم اصغر علی بذریعہ محترم ایاز حسین انصاری صاحب	500/= روپے
12-	محترم غلام خاں بمقام خاکی مانسہرہ	200/= روپے
13-	محترم خالد چوہدری لندن	5,000/= روپے
14-	محترم خلیل احمد کرالے لندن بزم	50/= پاؤنڈ
15-	محترم عبدالشکور سمناکے لندن بزم	18/= پاؤنڈ
16-	محترم محمد طفیل فرانس	10,000/= روپے
17-	محترم سمیع الرحمٰن کراچی	500/= روپے

عطیات براہ راست اکاؤنٹ نمبر 35-4107 حبیب بینک لمیٹڈ
مین مارکیٹ گلبرگ برانچ لاہور میں بھی بھجوائے جاسکتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر زاہدہ درانی
ایگزیکٹو ہیڈ
طلوع اسلام ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سچے موتی

1- قرآن

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خبردار فتنہ واقع ہو گا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس سے کس طرح نجات ہو گی۔ آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ (پر عمل کرنے) سے جس میں تمہارے درمیان (حرام و حلال یا طاعت و گناہ) کا حکم ہے اور حق و باطل کے اندر قول فیصل ہے۔ جس متکبر نے قرآن کو چھوڑا، ہلاک کرے گا اس کو اللہ اور جس نے قرآن کے سوا کسی دوسری چیز میں ہدایت طلب کی گمراہ کرے گا اس کو اللہ۔ جس نے قرآن کی طرف لوگوں کو بلایا، اس کو سیدھی راہ دکھائی گئی۔

(مشکوۃ۔ بحوالہ ترمذی۔ دارمی)

2- سبقت

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ بعض نے ہم میں سے روزہ رکھا اور بعض نے نہیں رکھا۔ ہم ایک روز ایک منزل میں اترے۔ جن لوگوں نے روزہ رکھا تھا وہ ضعف سے نڈھال ہو کر آرام کرنے لگے اور جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا تھا وہ اپنے کاموں میں مصروف رہے۔ چنانچہ انہوں نے خیمے کھڑے کیے اور اونٹوں کو پانی پلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا آج وہ لوگ جنہوں نے روزہ نہیں رکھا تھا، سارا ثواب لے گئے۔

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ)

4- باہمی تعلقات

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صحابہؓ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاؤں جو نماز، روزہ اور زکوۃ سے بھی افضل ہے۔

صحابہؓ نے اشتیاق کے ساتھ پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ چیز ہے۔

باہمی تعلقات کا درست رکھنا۔

(ابو داؤد)

5- اخوت

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ اشعر قبیلہ والوں کے ہاں یہ دستور تھا کہ جب کسی جنگ میں ان کے ہاں کھانا تھوڑا رہ جاتا یا ان کے ہاں بال بچوں پر ویسے ہی فاقے کی نوبت آجاتی تو یہ لوگ اپنے اپنے کھانے کی چیزوں کو ایک جگہ اکٹھا کر لیتے اور پھر اس کے برابر حصے کر کے، آپس میں تقسیم کر لیتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔

(صحیحین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقصیٰ نواز

عورت کیا ہے؟

روح انسانی کو اللہ نے مٹی کے دو لباس عطا کئے۔ ایک مرد کی شکل میں، دوسرا عورت کے روپ میں۔ کوئی مانے یا نہ مانے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح ایک انسان ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مرد تو اپنی زندگی اپنی مرضی سے گذارتا ہے لیکن عورت کو زندگی میں جو کچھ میسر آتا ہے، اس میں بسا اوقات اس کی چاہت کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یقین نہ آئے تو گھر میں موجود خواتین سے پوچھ لیجئے۔ ہوش سنبھالتے ہی حدود و قیود اور فرائض کی ایک طویل فہرست اسے تھما دی جاتی ہے جسے طوہاً و کرہاً اسے نبھانا ہوتا ہے۔ اس فہرست پر چونکہ صاحبان اقتدار سے لیکر اجارہ داران مذہب کی مہر تصدیق ثبت ہوتی ہے اس لئے اس میں درج فرائض سے غفلت یا انحراف قابل دست اندازی مرد قرار پاتا ہے۔ وہ بہن ہے تو بھائی کی برتری کا بوجھ اٹھائے ہوئے، بیٹی ہے تو باپ کی طابع فرمان، بیوی ہے تو شوہر کی فرماں بردار، ماں ہے تو اولاد کی ناز بردار۔ ہر جگہ، ہر مقام پر اسے قربانی ہی کا درس دیا جاتا ہے اور بھول کر اگر کبھی حقوق کا لفظ اس کی زبان پر آجائے تو وہ اپنے دائرہ کار سے تجاوز کی مجرم قرار پاتی ہے اور پھر پوچھئے نہیں اسے کن کن مصائب سے گذرنا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورتوں کا "قوام" یعنی کفیل ہونے کا فرض سونپا ہے۔ عورت اور مرد ایک دوسرے کا لباس قرار دیئے گئے ہیں۔ دونوں کے کچھ فرائض ہیں، کچھ حقوق۔ انہی حقوق و فرائض کے مطابق انہیں صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں لیکن چند خواتین کو چھوڑ کر ازدواجی زنداں میں محبوس کسی بھی عورت کے چہرے پر نگاہ ڈالئے، اس کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھئے اور انصاف سے کہئے کہ اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی پژمردگی اور اس کی آنکھوں میں بسی ہوئی یاسیت، کیا اس بات کا ثبوت نہیں کہ مرد، جسے اللہ نے عورت کی کفالت کا ذمہ دار ٹھہرایا تھا، اپنے فرض سے غافل ہو چکا ہے یا یہ کہ بقول علامہ اقبال" یہ خدا روٹی تو دیتا ہے لیکن اس کے بدلے میں جان لے لیتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مرد اگر روزی کماتا ہے تو ہاتھ پر ہاتھ دھرے عورت بھی نہیں بیٹھی رہتی۔ دونوں کی شب و روز کی محنت کا موازنہ اگر ایک ہی پیمانے سے کیا جائے تو مرد کی طرف سے کفالت کا دعویٰ بھی برائے نام ہی رہ جاتا ہے مگر فرض یہی کر لیا گیا ہے کہ مرد کماتا ہے اور عورت خرچ کرتی ہے۔

عورت اور مرد کو ایک دوسرے کا لباس قرار دے کر اللہ نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ ہو۔ ایک دوسرے کا بھرم رکھو اور گھر میں باہمی محبت اور اعتماد کی فضا قائم کرو۔ عورت پر الزام ہے کہ وہ برابری کی دعویدار ہے حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ وہ مرد کی خوشیوں میں برابر کی شرکت کی طلبگار ہے۔ یہ حق اسے دیکر دیکھیں، گھر جنت بن جائے گا۔ کہا جاتا ہے ذہنی طور پر عورت جذباتی اور کمزور واقع ہوئی ہے۔ ہو سکتا ہے ماضی میں ایسا ہی ہو، لیکن پچھلے چند سالوں سے تعلیمی اداروں کے نتائج اس حقیقت کے غماز ہیں کہ احساس محرومی سے نکل

کر عورت اب اس راہ پر گامزن ہو چکی ہے جو اور نہیں تو معاشی طور پر اسے خود کفیل بنانے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

میں اپنے بزرگوں کو درس دینے کی پوزیشن میں ہرگز نہیں لیکن یہ ضرور کہوں گی کہ جہاں اب تک دھونس دھاندلی' گالی گلوچ' مار پیٹ آزمانے کے باوجود گھر جہنم کے جہنم ہیں تو کیوں نہ کچھ عرصہ کے لئے محبت' یگانگت' حق شناسی اور دادرسی کو بھی آزما لیا جائے۔ ہو سکتا ہے اس چمن میں پھر سے بہار آجائے۔ میرا یہ مضمون پڑھنے کے بعد کسی ایک مرد نے بھی اپنے رویے پر نظرثانی کر لی تو میں سمجھوں گی کہ سفر کا آغاز ہو گیا۔ مجھے ہوا کے اس سرد جھونکے کا انتظار رہے گا۔

آخر میں مجھے اپنی ان بہنوں سے بھی کچھ کہنا ہے جو مرد کے جور و ستم پر نوحہ کناں ہیں یا حقوق نسواں کا پرچم تھامے گلی گلی گھوم رہی ہیں۔ میری یہ بہنیں تھوڑا سا غور کریں تو انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ وہ مرد جنہیں عورت کے حقوق کی پامالی کا ذمہ دار ٹھہرایا جا رہا ہے عورت ہی کی گود میں پل کر اس قابل ہوئے ہیں۔ ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ بچے نے ذہنی طور پر جو کچھ بننا ہوتا ہے وہ اپنی عمر کے پہلے پانچ سالوں میں بن جاتا ہے اور یہ وہ عمر ہے جس میں بچہ کلی طور پر ماں کی تحویل میں ہوتا ہے۔ ماں چاہے تو اپنی گود کی زندگی بخش حرارت کے ساتھ ساتھ بچے کی تربیت اس انداز سے کر سکتی ہے کہ عورت کا احترام اس کی گھٹی میں شامل ہو جائے۔ کاش ہماری خواتین اس چھوٹی سی بات کو ذہن نشین کریں۔ بچپن میں اولاد کی تربیت اگر اس نہج پر نہیں ہو سکی تو کیا ہوا۔ ممتا کا ڈنڈا اب بھی ان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ماں جو اپنی بہو کو طلاق دلانے کے لئے بیٹے کو دودھ نہ بخشنے کی دھمکی دے سکتی ہے' اسے بیوی کی عزت کرنے کا سبق بھی یقیناً پڑھا سکتی ہے۔ کہتے ہیں جنت ماں کے پاؤں تلے ہے۔ اگر ایسا ہے تو بھی وہ کب تک جنت کو اپنے پاؤں تلے روندتی رہے گی۔ وہ اپنے گھر کو جنت بنانے کا کیوں نہیں سوچتی کہ بقول علامہ اقبالؒ ۔

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

اور یہ رنگ اخلاق حسنہ اور احترام آدمیت کا بھی تو ہو سکتا ہے۔ یہ رنگ اگر تصویر کائنات سے محو ہو چکا ہے تو بے قصور عورت بھی نہیں کہ نئی نسل کو سنبھالنا اور صحیح خطوط پر پروان چڑھانا مرد سے زیادہ عورت کی ذمہ داری ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ماں اور باپ اپنی اولاد کے لئے خود ماڈل نہیں بنتے کہ خربوزہ' خربوزے کو دیکھ کر ہی رنگ پکڑتا ہے۔

⁂⁂⁂⁂⁂⁂⁂

اظہار تشکر

میرے لخت جگر خالد ودود کی وفات پر جن کرم فرماؤں نے خود تشریف لا کر یا خطوط' ٹیلیفون کے ذریعے اظہار افسوس کیا ہے یا تعزیت کی قراردادیں بھجوائی ہیں۔ میں ان سب کا تہ دل سے ممنون ہوں۔

ڈاکٹر سید عبدالودود مکان 1|10

صادق سٹریٹ نمبر 19 نزد احاطہ مول چند اچھرہ لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد ارشاد ایس ایس ٹی

مرض کہن

انسانی تہذیب نے مختلف ادوار میں مختلف انداز سے زمین پر اپنی ملکیت (Ownership) قائم کی۔ پرانے زمانے میں بادشاہ ملک کی ساری زمین کا مالک ہوا کرتا تھا۔ سورہ الزخرف میں ہے **ونادٰی فرعون فی قومہٖ قال یٰقوم الیس لی ملک مصر و ھٰذہ الانھٰر تجری من تحتی افلا تبصرون** (43/51)

ترجمہ :- فرعون نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم ! کیا میں مصر کا مالک نہیں ہوں؟ کیا یہ نہریں جو میرے انتظام کے تحت جاری ہیں میری نہیں ہیں؟ اس دعویٰ ملکیت کی بنیاد پر فرعون نے اللہ کی مخلوق سے جو سلوک کیا وہ عبرت کی داستان بنا۔

جاگیرداری طرز معیشت کا تجزیہ کریں تو نظر آتا ہے کہ بادشاہ جب کسی پر خوش ہوتے تو اسے ایک علاقے کا جاگیردار بنا دیتے تھے۔ وہ بادشاہ کا مطیع و فرماں بردار ہونے کے سوا کسی اور کے سامنے جوابدہ نہیں ہوتا تھا۔ اپنی جاگیر میں وہ بادشاہ کی طرح سیاہ و سفید کا مالک ہوتا تھا۔ بادشاہت کمزور ہوتی تو مرکز سے الگ ہو کر جاگیردار اپنی الگ ریاستیں قائم کر لیتے اور اس طرح خلق خدا پر ان کی گرفت اور بھی مضبوط ہو جاتی۔

اقتدار اللہ کے نیک بندوں کو بھی ملا۔ مگر سب یہی کہتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے کہ "زمین و آسمان اللہ کی ملکیت ہیں"۔

فرمان خداوندی ہے۔

انا نحن نرث الارض ومن علیھا و الینا یرجعون (19/40)

ترجمہ :- بے شک ہم ہی زمین کے اور جو لوگ اس پر بستے ہیں ان کے وارث (مالک) ہیں۔ اور ہماری ہی طرف ان کو لوٹنا ہوگا"۔

ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین (2/36)

ترجمہ :- زمین میں تمہارے لئے ایک خاص مدت تک "مستقر" ٹھکانہ اور "متاع" سامان زیست ہے۔

پس ثابت ہوا کہ زمین ایک کیمپ ہے جس میں رہ کر (ایک مدت تک) کام کرنا اور ضروریات زندگی حاصل کرنا ہے۔ لیکن انسان نے جہاں اور زیادتیاں کیں وہاں وہ زمین کا مالک بھی بن بیٹھا اور اپنے ہی جیسے انسانوں کے استحصال پر کمربستہ ہو گیا۔ انگریزوں کے لئے یہ نظام اور بھی ساز گار ثابت ہوا اس لئے انہوں نے بھی اسے جاری رکھا۔ مذہب کے مبلغین بھی چونکہ انہی بے رحم جاگیرداروں کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں اس لئے کوئی آواز اس قابل نہیں رہتی کہ ان کے خلاف بلند ہو سکے۔

حیرت ہے کہ ہم نفاذ اسلام کے لئے بے تاب ہیں۔ نفاذ قرآن کے بھی طلبگار ہیں لیکن اللہ کی زمین اللہ کے بندوں کے حوالے کرنے کا نام آتا ہے تو چپ سادھ لیتے ہیں حالانکہ قانون الٰہی تو ایک طرف ہمارے آئین کے مطابق بھی سرزمین پاکستان کو اللہ کے بندوں کے ہاتھوں میں 'اللہ کی

امانت قرار دیا گیا ہے۔ ملک کے مفکرین اور دانشور بارہا یہ مشورہ دے چکے ہیں کہ جاگیردارانہ نظام کی موجودگی میں ملک میں ترقی کا کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ان ہی خواہاں قوم میں مولانا حسرت موہانی، حضرت شیخ جلال تھانیسری، مولانا محمد علی تھانوی، مولانا محمد انور شاہ کشمیری، مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی، علامہ محمد اقبال، قائداعظم، علامہ عنایت اللہ خان المشرقی، حبیب جالب، جناب شورش کاشمیری، علامہ غلام احمد پرویز، خان بخت جمال خان، محمد اسلام، مسعود کھدر پوش، مولانا مناظر احسن گیلانی، ثریا عندلیب صاحبہ، محمد عمر دراز، علامہ رحمت اللہ طارق، محمد قاسم نوری، حسین امیر فرہاد، عبداللہ ثانی، عبدالرزاق، سید نواب حیدر نقوی، محمد لطیف چوہدری، ڈاکٹر اسرار احمد، پروفیسر فتح محمد ملک، احمد ندیم قاسمی، مس شمیم انور لاہور، ڈاکٹر سید عبدالودود، حسین احمد حقانی، ڈاکٹر زاہدہ درانی کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ملک یزداں را بیزداں بازدہ
تا زکار خویش بکشائی گرہ
زیر گردوں فقر و مسکینی چراست؟
آنچہ از مولاست، می گوئی زماست!

علاوہ ازیں روزنامہ راولپنڈی کی اشاعت بتاریخ 27 جولائی 1997ء میں "قابل فخر پاکستانی وکلا کی نظر میں" کے عنوان کے تحت چوہدری فضل الرحمٰن ایڈووکیٹ کا بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں پاکستان میں ظلم و ناانصافی کا سبب جاگیردارانہ نظام قرار دیا گیا ہے۔

روزنامہ جنگ راولپنڈی کی بتاریخ 17 فروری 1996ء میں وفاقی وزیر محمود علی صاحب کا بیان یوں شائع ہوا "مشرقی پاکستان علیحدہ نہ ہوتا تو جاگیردارانہ نظام باقی نہ رہتا"۔

ہمارے گرد و نواح میں بھارت، بنگلہ دیش، ایران، افغانستان میں جاگیردارانہ نظام ختم ہو چکا ہے۔ پاکستان میں یہ نظام ابھی تک باقی ہے۔ کیا اب بھی اس کے خاتمے کا وقت نہیں آیا۔

آئین پاکستان کی شق نمبر3 جاگیردارانہ نظام کے خاتمہ کی طرف واضح اشارہ کرتی ہے۔ اس شق کی موجودگی میں جاگیردارانہ نظام کو باقی رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

مندرجہ بالا شواہد اور آئین پاکستان کی شق نمبر3 کی رو سے پاکستان سے ملکیتی اور جاگیردارانہ نظام کو ختم کیا جانا چاہئے۔ تاکہ پاکستان میں انصاف کا بول بالا ہو۔

آئین پاکستان کی شق نمبر3

The state shall ensure the elimination of all forms of exploitation and the gradual fulfilment of the fundamental principle, from each according to his ability to each according to his work

برہان القرآن

کیلئے رابطہ کریں

احمد کامران مگسی 3|1339 گلشن آباد بیرون پاک گیٹ ملتان بزم طلوع اسلام معرفت شاہ سنز پاک گیٹ ملتان
عظیم پبلشنگ ہاؤس خیبر بازار پشاور محمد اعظم خواجہ پیپلز کلیرنگ ایجنسی 5 وقار سنٹر فرسٹ فلور جوڑیا بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد حمید الظفر (طالبعلم)

فرقہ پرستی

مدت کے بعد اذانِ تبسم ملا مجھے
وہ بھی کچھ ایسا تلخ کہ آنسو نکل پڑے!

ہر فساد کا اولین جرثومہ نفرت سے پیدا ہوتا ہے جبکہ پارٹی اور فرقہ بندی کی بنیاد بھی نفرت پر ہے اور یہ ایک ایسا موذی مرض ہے جو انسان کو انسانیت کے مرتبے سے گرا دیتا ہے اور انسان خوف و حزن کا شکار ہو کر نفسیاتی مریض بن جاتا ہے۔ یہ وہ آگ ہے جس سے انسان کی خدا داد صلاحیتیں سلب ہو کر رہ جاتی ہیں اور اللہ کا یہ شاہکار وہ کچھ نہیں بن پاتا جو قرآن اسے بنانا چاہتا ہے۔ ہرچند کہ فرقوں میں بٹ کر ہم اپنی قوت کھو چکے ہیں لیکن ایک ذریعہ ہمارے پاس آج بھی موجود ہے جسے اپنا کر ہم اپنا کھویا ہوا سرمایہ پھر سے حاصل کر سکتے ہیں اور وہ ذریعہ ہے اللہ کی کتاب مبین۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کتاب ہدایت کی واضح راہنمائی کے باوجود ہم فرقوں میں بٹ کیسے گئے؟ شاید اس لئے کہ ہمیں بتایا گیا تھا کہ "رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ تفرقہ میری امت میں باعث رحمت ہے"۔ ہرچند کہ اب کہا جا رہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہ تھی لیکن جو نقصان ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ اب ہم اس تفرقہ بازی کو سیاسی پارٹیوں کے ساتھ منسلک کر لیں یا مکاتب فکر کا نام دیکر اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں، بات تو یہی ہے کہ ایک رسی پر ہماری گرفت ڈھیلی پڑ چکی ہے۔ اور ہم مسلمان کہلانے کے باوجود ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ اب اگلا سوال یہ ہو گا کہ پارٹی بازی کیا واقعی جرم ہے اور یہ کہ اس سے جان چھڑانے کا کوئی ایسا طریقہ موجود ہے جس پر عمل کر کے ہم اس خود تراشیدہ بت سے چھٹکارا پا سکیں۔

پارٹی بازی کے باطل ہونے کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو گی کہ قرآن کریم میں فرعون کو دی گئی چارج شیٹ میں درج جرائم میں سرفہرست یہ ہے کہ اس نے قوم کو پارٹیوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ اب رہ گیا اس کا علاج تو اقبال کے الفاظ میں۔

وہی دیرینہ بیماری وہی نامحکمی دل کی
علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی

وہ آب نشاط انگیز کیا ہے؟ اللہ کی کتاب عظیم! اسے زندگی کا سلیبس قرار دے لیجئے۔ اسے بطور آئین اپنا لیجئے اور طے کر لیجئے کہ آج کے بعد کوئی قاعدہ، کوئی قانون، کوئی رسم، کوئی رواج اس ملک میں، اس کتاب کے خلاف نہیں چلے گا۔ کسی فرد، گروہ، فرقے یا پارٹی کو اجازت نہیں ہو گی کہ وہ اپنے خود پسند اعتقادات کے مطابق کتاب عظیم کی تشریح کرے۔

حکمرانی اللہ کی ہو گی۔ نفاذ قرآن کے لئے قانون سازی منتخب مقننہ کرے گی اور عدلیہ چوکس رہے گی کہ کوئی قانون، حکم یا ہدایت احکام الٰہی کی روح کے منافی نہ ہو۔ کسی خود ساختہ مفتی واعظ یا امیر شریعت کو دوسروں پر کیچڑ اچھالنے

اور کفر کے فتوے صادر کرنے کی اجازت نہ ہو تو ہو سکتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت کے جراثیم اپنی موت آپ مرجائیں۔ اور یہ قوم سکھ کا سانس لینے کے قابل ہو جائے۔لیکن!اور یہ لیکن بڑا ہی اہم ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ حکومت اس سمت میں کوئی قدم اٹھائے اسے مولوی کی روٹی کا متبادل انتظام بہرحال کرنا ہو گا ورنہ مولوی تو اسی طرح دندناتا رہے گا' حکومت کا بستر البتہ گول ہو جائے گا۔

FOR ALL PUBLICATIONS
OF
ALLAMA GHULAM AHMED PARWEZ®
AND RECORDED LECTURES ON QURAN
PLEASE CONTACT
TOLU-E-ISLAM TRUST
25B, GULBERG2, LAHORE

ACCOUNT NO.CURRENT 4107-35
MAIN GULBERG BRACH
HABIB BANK LIMTED LAHORE

PHONE: 5714546,5764484,5753666
FAX: 92 - 42 - 5764434
EMAIL: tluislam@brain.net.pk
INTERNET http://www.toluislam.com

لائف ممبرشپ مجلّہ طلوع اسلام

پاکستان میں	1,500/=
یورپ۔ مڈل ایسٹ	8,000/=
امریکہ۔ آسٹریلیا کینڈا	10,000/=

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلم حیات ملک

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد

28 مئی 1998ء روزنامہ "اساس" راولپنڈی میں ایک اشتہار چھپا جس کا عنوان تھا۔ "ایٹم بم ایک حرام آلہ ہے" اشتہار میں ایٹمی، کیمیائی، حیاتیاتی ہتھیار، بڑے میزائل، انسان کش بارودی سرنگیں دین اسلام کے خلاف صریحاً" حرام قرار دیتے ہوئے امت مسلمہ سمیت تمام علماء کو اجتماعی طور پر صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا بتایا گیا ہے۔ کہ وہ عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔

1974ء میں بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا، پھر پرتھوی اور اگنی میزائلوں کے تجربات ہوئے اور 11 مئی 1998ء کو بھارت کے ایٹمی دھماکوں سے برصغیر لرز اٹھا مگر نہ اس قسم کا کوئی اشتہار شائع ہوا نہ بھارت کی ان مذموم کارروائیوں کی مذمت کی گئی۔ 17 دن کے صبر و تحمل کے بعد پاکستان نے جواب میں ایٹمی دھماکہ کرنے کی ٹھانی تو اللہ کے بندے کو یاد آگیا کہ ایسا کرنا اسلام میں صریحاً" حرام ہے۔ کسی نے نہ پوچھا کہ ذات شریف کون ہیں اور کن کی نمائندگی فرما رہے ہیں۔ ویسے بھی یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ایسے واقعات پہلے بھی ہوتے آئے ہیں۔ آج سے دو ہی سال قبل اسلام آباد کے ہالی ڈے ان ہوٹل میں ایک سیمینار ہوا تھا جس میں پاکستانی افواج کو جی بھر کر کوسا گیا اور اسلام اور ہندو ازم کو کھلے عام ہم پلہ قرار دیا گیا۔ گھر کے یہ بھیدی مسلمان ہی ہوں گے۔ چند اخبارات نے اس پر تنقید کی، حب الوطن قلم کاروں نے بشمول راقم، اس کے خلاف مضامین لکھے اور یہ واقعہ وقت کی گرد میں گم ہو گیا۔ اسلام میں جنگی تیاریوں کے ضمن میں حضور نبی اکرم کا یہ فرمان اصولی ہدایت کا درجہ رکھتا ہے۔

آپ ﷺ سے پوچھا گیا مسلمان کی زندگی کیا ہے۔ فرمایا "جب جہاد ہو رہا ہو تو اس میں شریک ہو اور جب نہ ہو رہا ہو تو اس کی تیاری کرے" جنگ ظاہر ہے کہ پھونکوں سے نہیں ہتھیاروں سے لڑی جاتی ہے اور ہتھیار وہی کارگر ہوتا ہے جو کارکردگی میں دشمن کے ہتھیار سے بہتر یا اس کے ہم پلہ ہو۔ تلوار کا جواب تلوار سے دیا جا سکتا ہے لیکن دشمن ایٹم بم لیکر آ جائے یا نباتاتی اور کیمیائی ہتھیاروں سے لیس ہو تو تلوار کتنی بھی عمدہ کیوں نہ ہو کام نہیں دیتی ہوشمندی کا تقاضا ہے کہ مسلمان دشمن کی جنگی قوت سے بے بہرہ نہ رہیں اور حکم الٰہی کے تحت دشمن کی روک تھام کے لئے اپنے ہاں امکان بھر قوت فراہم کریں، حفاظت کے لئے اپنی سرحدوں پر فوجی چھاونیاں ڈالیں تاکہ اس سے ان کے اور نظام خداوندی کے دشمنوں کے دل میں ان کی دھاک بیٹھی رہے (القرآن (8:60) اور پھر حفاظت بھی اس ملک کی جس کی بنیاد کلمہ طیبہ پر رکھی گئی ہے لہٰذا اگر کوئی دشمن اس خطہ زمین کو زک پہنچانے کی سازش کرتا ہے تو وہ پاکستان کے لئے نہیں بلکہ اس کی اساس لا الہ الا اللہ کے خلاف برسرپیکار ہے۔ اس لئے رائج الوقت ہتھیار بنانا، جمع کرنا اور بوقت ضرورت استعمال میں لانا مسلمانوں کے لئے نہ صرف مناسب اور جائز ہے بلکہ حکم خداوندی کی بجا آوری ہے۔

واعظ و نصیحت، بردباری و رواداری اپنی جگہ لیکن ۔

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد

حکومت کو چاہئے کہ ایسے اشتہارات کے پس منظر کا نوٹس لیکر ایسی کارروائیوں کا بروقت سدباب کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آفتاب عروج چنیوٹ

صبح کے بھولے

ہم بھی کیا لوگ ہیں کہ رات کو سوتے ہیں تو سب سمیٹ کر صبح اٹھتے ہیں تو وہی رام کہانی۔ ہر روز مسائل پر گفتگو ہوتی ہے۔ ہر روز کوئی نئی بات سامنے آ جاتی ہے۔ کچھ باتیں ایسی ہیں جو کبھی کبھی سامنے آتی ہیں اور کچھ مسائل ایسے ہیں جو روز کا معمول ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ آج کی اس محفل میں قارئین کے سامنے ان میں سے چند سوالات کی تعریف قرآن کے الفاظ میں بیان کروں جو ذہنوں کو اکثر وقت اضطراب رکھے ہوئے ہیں۔

1- دو قومی نظریہ کیا ہے؟

وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر کوئی تم میں سے کافر ہے اور کوئی مومن اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھتا ہے۔ (سورہ التغابن - 2)

2- مسلمانانِ برصغیر کو یہ خطہ زمین کیونکر عطا ہوا؟

اس وقت کو یاد کرو جب تم اقلیت میں تھے اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ (ہندو) تمہیں اڑا کر نہ لے جائیں (یعنی خانماں برباد نہ کر دیں) تو اس نے تمہیں جگہ (پاکستان) عطا فرمائی اور اپنی طرف سے تمہیں تقویت بخشی اور پاکیزہ رزق کھانے کو دیا تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔ سورۃ انفال - 26)

پھر ہم نے ان (انگریزوں اور ہندوؤں) کے بعد تمہیں ملک میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ سورۃ یونس - 10

3- پھر ہوا کیا؟

پاکستان بن جانے کے فورا" بعد قائداعظم" محمد علی جناحؒ جن کے کاندھوں پر نوزائیدہ مملکت کے بے شمار مسائل کا بوجھ آن پڑا تھا انتقال فرما گئے۔ قوم الامنٹوں کے مفادات کی ہوس میں اندھی ہو گئی۔ ملک میں قیادت کا خلا پیدا ہو گیا۔ چالاک اور عیار قوتیں سرعت کے ساتھ حرکت میں آ گئیں۔ جو پاکستان کے وجود کے خلاف تھے موقع پا کر اقتدار پہ قابض ہو گئے۔ "منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے) وہ دن اور آج کا دن ہم انہی پاکستان دشمن قوتوں کی قید میں ہیں۔ اقتدار پہ قابض ہونے کے بعد انہوں نے پاکستان میں لسانی بنیادوں پر پنجابی' سندھی' بلوچی اور پٹھان کی مصنوعی لکیریں کھینچ دیں۔ مذہب پرست طبقہ یا وہ مذہبی جماعتیں جو پاکستان کی مخالف تھیں یلغار کر کے یہاں آ گئیں اور قوم کو امت واحدہ کے تصور سے ہٹا کر بریلوی' دیو بندی' اہل حدیث اور اہل تشیع کے خود ساختہ مسلکوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ کہ استحصالی طبقہ (جاگیردار اور سرمایہ دار) اپنے اپنے علاقائی لسانی گروہوں کی ہمدردیاں حاصل کر کے اقتدار پر قابض ہو گیا اور مذہبی پیشوائیت' جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو شرعی تحفظ فراہم کرنے کا فریضہ سرانجام دینے میں مگن ہو گئی۔ تھوڑی بہت توقع تھی تو وہ نوجوان نسل سے ہو سکتی تھی مگر نوجوانوں کو مذہبی تفریق

کا زہر پلا کر مذہبی دہشت گردی کی راہ پر ڈال دیا۔ یوں ایک جیتی جاگتی قوم کو جس نے دس سال کی قلیل مدت میں اپنے لئے الگ وطن حاصل کر لیا تھا' روبوٹ بنا کر رکھ دیا۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

4- دین کیا ہے؟

دین اسلام نام ہے اجتماعیت اور وحدت فکر و عمل کا اتحاد' تنظیم' یقین محکم' محبت' اخوت اور توحید کا ۔ اسلام میں انفرادیت کی گنجائش نہیں۔ انفرادیت نام ہے آمریت' شخصیت پرستی' خودنمائی خودغرضی کا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام برائیوں کو صرف ایک لفظ **لاتفرقوا** میں سمیٹ کر رکھ دیا ہے اور فرقہ سازی کو شرک قرار دیا ہے۔ نہ جانے وہ کون بدبخت لوگ تھے جنہوں نے امت واحدہ کے اندر فرقہ بندی کی پہلی اینٹ رکھی تھی۔ کس قدر تھے وہ سادہ لوح انسان جو اس سازش کا شکار ہوئے اور آج تک ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ اس سازش کا انکشاف تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی فرما دیا تھا۔ سورۃ توبہ (107/106) میں ارشاد ہے اور جنہوں نے بنائی ایک مسجد ضد اور کفر پر اور تفرقہ پیدا کرنے کے لئے مسلمانوں میں۔ (یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک اصول بیان فرما رہے ہیں کہ امت واحدہ کے اندر جو بھی مسجد مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کا باعث ہو گی وہ محض ضد اور کفر کی وجہ سے ہو گی) اور رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اے رسول تم اس مسجد میں قدم بھی نہ رکھنا۔ بے شک یہ لوگ قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی کی خاطر مسجد بنائی ہے تاکہ لوگ یہاں نماز پڑھا کریں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹے ہیں۔ آگے بڑھیئے سورۃ شوریٰ 130 میں فرقہ سازی کو شرک قرار دیا گیا ہے۔ اور سورۃ نساء 116 میں شرک کو ناقابل معافی جرم قرار دیا گیا ہے۔ سورۃ الانعام 14 میں فرمایا ! جن لوگوں نے اپنے دین میں بہت سے راستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے اے رسول ! تیرا ان سے کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ سورۃ آل عمران 103 میں ارشاد ہے ! پہلی قومیں اس وجہ سے تباہ و برباد ہو گئیں کہ وہ فرقہ در فرقہ ہو گئے تھے اور بات بات پر اختلاف کرنے لگ گئے تھے۔ اس ضمن میں قرآن کریم میں بے شمار آیات ہیں سورۃ الروم 31 میں فرقوں کی ذہنی کیفیات کو اجاگر کیا گیا ہے فرمایا اور نہ ان لوگوں کی طرح ہو جانا جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود فرقہ در فرقہ ہو گئے اور سب فرقے اس پر خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔ جب ان فرقوں کے سبب ان کو تکلیف پہنچتی ہے تو پھر اپنے پروردگار سے دعائیں مانگنے لگتے ہیں۔ اللہ ہمیں اس عذاب سے نجات دلا۔ سورۃ انعام 109 میں ارشاد ہے اس طرح ہم نے ہر فرقے کے اعمال (انکی نظروں میں) مزین کر کے دکھائے ہیں۔ پھر ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ تب وہ ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے۔ فرقہ بندی اللہ کی طرف سے سزا بھی ہے۔ سورۃ الانعام 45 میں ہے: کہہ دو کہ وہ اس پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کی طرف سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ در فرقہ کر دے اور ایک دوسرے سے لڑا کر آپس کی لڑائی کا مزا چکھا دے۔ دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں لیکن ہماری بدبختی یہ ہے کہ ہم قرآن کریم کو صرف ثواب کمانے کی خاطر ہی پڑھتے ہیں۔ اس پر غور کر کے سمجھنے کی سعی نہیں کرتے ... اسی طرح سورۃ انعام 47/44 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور اس قرآن کو تمہاری قوم نے جھٹلایا حالانکہ یہ سراسر حق ہے۔ کہہ دو کہ میں تمہارا داروغہ نہیں ہوں۔ ہر واقعہ کے نتیجہ خیز ہونے کا وقت مقرر ہے۔ سورۃ شوریٰ 13 میں ارشاد ہے اس نے تمہارے لئے دین کا وہی

راستہ مقرر کیا ہے جس کے (اختیار کرنے) کا نوحؑ کو حکم دیا گیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جسکا ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں فرقے نہ بنانا۔ جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو ان کو دشوار گذرتی ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ میں برگزید کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف سے راستہ دکھاتا ہے۔ سورۃ آل عمران 103 میں ہے اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب ملک کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔ یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم آپس میں دشمن ۔ پھر اللہ نے الفت ڈال دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اس کے فضل سے بھائی بھائی اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے ۔

5- ہمارا المیہ

اب ہم ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہیں۔ وہ یہ کہ تمام فرقے گذرے ہوئے لوگوں کی لڑائی لڑنے میں مصروف رہتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم تاریخ کے ان مقامات سے جہاں ہم سمجھتے ہیں کہ اس زمانے کے لوگوں سے کچھ غلطیاں ہوئیں تھیں' کچھ خطائیں ہوئی تھیں (اور خطا کس سے نہیں ہوتی) عبرت پکڑیں اور اپنے کردار درست کریں کہ اب ہم وہ غلطیاں نہ کریں جو ان لوگوں سے ہوئیں تھیں۔ لیکن ہم ہیں کہ ان افراد و شخصیات کے اعمال کو تولنے کے لئے عدالتیں لگا کر فیصلے سنانے لگ گئے ہیں جو اپنی صفائی کے لئے اب اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ ہم انہیں غلط یا صحیح قرار دے کر آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن کر قتل و بربریت پہ اتر آئے ہیں۔ کاش ہم نے اس معاملہ میں بھی قرآن کریم سے راہنمائی لی ہوتی۔ قرآن کریم سے رجوع کیا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے اعمال کے متعلق فیصلے کرنے سے منع فرمایا ہے۔ فرمان خداوندی ہے کہ **مالک یوم الدین** میں ہوں۔ یہ میرا حق ہے۔ تم اللہ کے اختیارات استعمال نہیں کر سکتے۔ تم زمین پر اللہ بن کر نہ بیٹھو۔ یہ اختیار تو اللہ نے اپنے رسول کو بھی نہیں دیا.... سورۃ البقرہ 138 میں ارشاد ہے۔ ہمارے لئے ہمارا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل۔ سورۃ یونس 41 میں ارشاد ہے : کہہ دو مجھ کو میرے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ۔ تم میرے عملوں کے جواب دہ نہیں ہو۔ میں تمہارے عملوں کا جواب دہ نہیں ہوں۔ سورۃ البقرہ 141/ 133 میں ارشاد ہوا وہ جماعت گزر چکی۔ ان کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ اور جو عمل وہ کرتے تھے' انکی پرسش تم سے نہیں ہوگی۔ اب بتایئے کہ آپ کے امتحان کے پرچہ میں وہ سوال ہی نہیں ہوگا تو آپ اس کے لئے کیوں اپنی توانائیاں ضائع کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں۔ کیوں اپنے ملک میں فساد برپا کر رکھا ہے۔ کیوں ایک انسان دوسرے انسان کا قتل کر رہا ہے۔ جبکہ ایک انسان کا قتل پوری نوع انسانی کا قتل ہے۔

جن محترم و مکرم شخصیات (اہل بیت و اصحابہ اکرام) پر فرد جرم عائد کر کے ہم اپنی لیڈری چمکا رہے ہیں ان کے متعلق اللہ کا فیصلہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس کا ذمہ لیا تھا کہ وہ خبیث کو طیب سے الگ کر دے گا۔ اس لئے نبی اکرمؐ کی زندگی میں ہی منافقین سب کے سب الگ ہو گئے تھے۔ بعد میں کسی کے مرتد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سورۃ آل عمران 187 میں ارشاد ہوا ہے لوگو ! جب تک خدا خبیث کو طیب سے الگ نہ کر دے مومنوں کو اس حال میں جس میں وہ ہیں ہرگز ہرگز نہیں رہنے دے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم کے جانثار ساتھیوں کے سیرت و کردار کو قرآن کریم میں محفوظ کر کے سربمہر کر دیا جسے قیامت تک کے لئے کوئی بھی بد باطن تبدیل کرنے کی جرات

نہ کرسکے گا۔ ملاحظہ فرمائیں سورۃ الانفال 72 مہاجر اور انصار سب ایک دوسرے کے دوست تھے۔ سورۃ الحشر 9 میں ہے مہاجرین سب صادق تھے۔ انصار بے حد کشادہ ظرف تھے۔ وہ خود تنگی میں گذارہ کرتے تھے لیکن مہاجرین کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔ سورۃ الفتح 29 میں ہے رسولؐ اور اس کے ساتھیوں کی کیفیت یہ ہے کہ حق کے مخالفین کے مقابلہ میں چٹان کی طرح سخت ہیں لیکن باہم گر بڑے ہی نرم دل اور ہمدرد۔ سورۃ الانفال 74/75 میں ہے مہاجرین و انصار سب مومن حقا تھے ان کے لئے مغفرت اور رزق کریم ہے۔ ان کے بعد بھی جو ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی انکا شمار بھی انہی میں ہے۔ یہ تھے وہ مومنین اور یہ تھا نبی اکرم ﷺ کے ساتھیوں کا کردار اب ہمیں بھی حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم نے بھی نبی اکرم کے ساتھیوں (سبیل مومنین) کے علاوہ کسی اور کے راستے کا اتباع کیا (یعنی جس کسی نے بھی اپنے اوپر بریلوی' دیو بندی' اہل حدیث یا اہل تشیع کا لیبل لگایا) وہ جہنم میں جائے گا سورۃ النساء 115

سبیل مومنین کیا ہے؟

سورۃ الحجرات 9 میں ہے سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں سورۃ الانفال 63 میں ہے اللہ نے ان کے دلوں میں الفت پیدا کردی اگر تم دنیا کی دولت خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کرسکتے۔ (ایہہ پتر ہٹاں تے نئیں وکدے توں لبھ دی پھریں بازار کڑے) مگر اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی۔ بیشک وہ زبردست حکمت والا ہے۔ اے نبی! اللہ تم کو اور مومنوں کو جو تمہارے پیروکار ہیں کافی ہے۔ سورۃ آل عمران 103 میں ہے اور سب ملکر خدا کی ہدایت کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور فرقہ در فرقہ نہ ہو اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اسکی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تمہیں بچا لیا۔ سورۃ رعد 21 میں ہے جو انسانیت کے ان ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑتے ہیں جن کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس لئے وہ ڈرتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس کا نتیجہ تباہی اور بربادی ہو گا۔ سورۃ الانفال 45 میں ہے اللہ و رسول یعنی مرکز نظام اسلامی کی پوری پوری اطاعت کرو۔ یہ نہ ہو کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑنے لگ جاؤ اور انفرادی مفاد کی خاطر باہمی ٹکراؤ شروع کر دو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے حوصلے پست ہو جائیں گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

یہ ہیں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات جو آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس وقت اس ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ یہ کہاں کی شریعت ہے جو ہم پر مسلط کردی گئی ہے۔

6- **تمکن فی الارض** اور اسلام کے حوالے سے ارشادات باری تعالیٰ اور ہمارا رخ و کردار

سورۃ النساء 140 میں ہے اور نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ۔ سورۃ محمد 34 میں ہے یقین رکھو تم ان کافروں پر ضرور غالب آؤ گے۔ سورۃ آل عمران میں ہے اگر تم مومن صادق ہوئے تو تم ہی غالب رہو گے سورۃ النور 54 میں ہے وعدہ کرلیا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل کئے اچھے' حاکم کردے گا ان کو ملک میں جیسا کہ کیا تھا پہلوں کو اور جما دے گا ان کے لئے دین ان کا۔ سورۃ الفتح 28 میں ہے وہی تو ہے جس نے پیغمبر کو ہدایت کی کتاب اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے۔ سورۃ البقرہ 142 میں ہے اس طرح ہم نے

تم کو مرکزی کردار ادا کرنے والی امت بنایا تاکہ تم دنیا پر نگران بنو اور رسول تمہارے نگران بنیں۔

قارئین محترم ! اب وہ مقام آیا چاہتا ہے۔ جہاں ہمارے دعویٔ مسلمانی کا قرآنی ایکسریز ہو کر مسلمان کی مستند تعریف سامنے آ جائے گی۔ سورۃ یوسف 39 میں ارشاد ہے اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی محکومیت اختیار نہ کی جائے۔ سورۃ الکہف 36/44 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے حکومت صرف خدائے برحق کی ہے وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا سورۃ الانعام 115 میں ہے کہو کیا میں اللہ کے سوا اور منصف تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہاری طرف واضح المطالب کتاب بھیجی ہے۔ سورۃ المائدہ 50-48-47-46-45-44 میں ارشاد ہے جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق فیصلے کا حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔

اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے گا تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں ..... جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اسی کے مطابق ان میں فیصلہ کرنا اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اور ان سے بچتے رہنا اور کسی حکم سے جو اللہ نے تم پر نازل فرمایا ہے یہ کہیں تم کو بہکا نہ دیں۔ کیا یہ لوگ قرآن کے بعد بھی زمانہ جاہلیت کا قانون و نظام (حکم) چاہتے ہیں حالانکہ اللہ کے حکم سے زیادہ حسین و متوازن حکم کسی کا ہو نہیں سکتا اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہونا' نہیں تو دوزخ کی آگ آ لپٹے گی اور اللہ کے سوا یہ تمہارے دوست نہیں ہیں اگر تم ظالموں کی طرف مائل ہو گئے تو پھر تم کو کہیں سے مدد نہ مل سکے گی۔

ہمارے اختلافی امور کے فیصلے کتاب اللہ کے مطابق نہیں ہو رہے اس لئے کیا ہم کافر' ظالم اور فاسق نہیں ٹھہرتے؟ اللہ تعالیٰ نے مومن ہونے کی نشانی یہ بتائی ہے کہ انہیں کافروں پر غلبہ حاصل ہو گا۔ یہ سب آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں اور ہر ایک اپنے دوسرے بھائی کے لئے ہمہ وقت ایثار و قربانی کے لئے تیار رہتا ہے لیکن ہم ہیں کہ ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں !

سودی کاروبار ہم کر رہے ہیں۔ ناپ تول پورا ہم نہیں کرتے۔ وعدہ خلافی ہمارا روز کا معمول ہے۔ امانتوں میں خیانت سے ہمیں پرہیز نہیں۔ اپنی ماؤں بہنوں کی آبرو ریزی ہم کرتے ہیں۔ چوری ڈاکے سمگلنگ اور طرح طرح کے مافیے ہماری زندگی کا حصہ بن چکے ہیں۔ جھوٹ ہماری رگ رگ میں سرائیت کر چکا ہے۔ اپنی یہ حالت ہے اور اسلاف کے کردار پر ہم منصف بنے بیٹھے ہیں۔ مسلمانی اگر یہی ہے تو پھر کافری کیا ہے؟

قارئین محترم ! بات واضح ہے کہ اگر ہم اللہ پر ایمان نہ لائے اور اپنے کردار کو قرآنی اقدار میں نہ ڈھالا۔ تو یہ گھر اپنے ہی چراغ سے جل جائے گا۔ ہم خود ہی آپس میں لڑ لڑ کر ختم ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہماری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئیں گے جو ہم جیسی نہیں ہو گی۔ اسپین اور ترکی کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ پھر اس ملک میں جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اسلام کا نام لینا جرم قرار پا جائے گا اور ہماری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں۔

●●●

طلوع اسلام کا مقصد قوم کو قرآنی راہنمائی فراہم کرتے چلے جانا ہے۔ ابتلاء کی ہر گھڑی میں طلوع اسلام نے اپنی اس ذمہ داری کو نہایت احسن طریق سے نبھایا ہے۔ 1998ء میں ہندو نے ایک مرتبہ پھر اپنی ہندوانہ ذہنیت کا مظاہرہ کیا تو طلوع اسلام ٹرسٹ نے پرویز صاحب کا فکر انگیز خطاب

ہندو کیا ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے؟

چار ہزار کی تعداد میں چھپوا کر تمام اہم قومی اخبارات اور ہفت روزوں میں اشتہارات دیئے۔

لوگوں کو ان کے خط لکھنے پر تین ہزار سے زائد پمفلٹ ارسال کئے جا چکے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔

اس ضمن میں **طلوع اسلام ٹرسٹ** مندرجہ ذیل عطیات کیلئے بے حد ممنون ہے۔

بزم طلوع اسلام کویت (وعدہ)	Rs. 25,000/=
بزم طلوع اسلام لندن (وعدہ)	Rs.10,000/=
رفیق فاونڈیشن (لندن)	100/= پاونڈ
محترم عطا چوہدری لاہور	Rs. 3800/=

پروفیسر ڈاکٹر زاہدہ درانی

ایگزیکٹو ہیڈ طلوع اسلام ٹرسٹ

پرویز صاحب کے انقلاب آفریں اور فکر انگیز مقالات و خطبات کا مجموعہ

فردوسِ گم گشتہ

جو نوجوانوں میں عقابی روح بیدار کرنے کا ذریعہ ہے۔

فہرست مضامین

1- دنیا کی نجات
2- جنگ
3- فردوسِ گم گشتہ
4- ایمان بالعمل
5- اسلام اور سائنس
6- خدا کی بادشاہت
7- اسلام اور مذہبی رواداری
8- تمسک بالکتاب
9- کیا تمام مذاہب یکساں ہیں؟
10- وراثت
11- قرآن اور تاریخ
12- مسلمان کی زندگی
13- یہ زمین کس کی ہے؟
14- قرآن کا معاشی نظام
15- اپنی آنکھ اور قرآن کی روشنی
16- نسخہ اور اس کا استعمال
17- خدا اور قیصر

قیمت (علاوہ ڈاک، پیکنگ خرچ):

سٹوڈنٹ ایڈیشن =/Rs.100 ، اعلیٰ ایڈیشن =/Rs.200

مینیجر طلوع اسلام ٹرسٹ

not prophets but we can always refer to the Quran and the verified Hadiths and then use our faculty for thinking.

61. The Quran is specific on some matters but many of the ayats or verses are not specific. The Quran states this very clearly in Surah Ali Imran as quoted before. If something is not specifically forbidden then it can be allowed as long as it is still in conformity with the Quran. Modern Muslims must be prepared to interpret again the Quran and the Hadith even as the old jurists were in fact prepared to interpret and to make pronouncements on their own. Their interpretations cannot be taken as infallible and final. Only when Islam is interpreted so as to be relevant in a world which is so different from what it was 1400 years ago can Islam be regarded as a religion for all ages. If we say that only by returning to the conditions prevailing 1400 years ago can we practise Islam then we are saying that Islam is not for all times. But we know that Islam is for all ages. As it is for all ages, then it must be practised in the context of these ages. And Islam in this modern age must be relevant to this age.

62. The administration of Islamic law is a serious matter. The people who are entrusted to interpret Islamic laws must not act alone without consultation. While those who know Arabic and have studied extensively the Quran, the Hadith and other kitabs may know all about what are in these books, their knowledge of the social and scientific facts may be deficient. It is necessary that people who are 'alim' in non-religious subjects be consulted as well. Certainly on matters of procedure, legally qualified people should be brought in. Only when all the various experts are found and consulted, can Islamic law be administered in order to ensure justice. Even then it is important to remember that as mere humans they may be still wrong. But like the Muslim jurists of old they are striving, honestly, to follow the teachings of Islam. Future Muslim jurists may still find them erroneous and change the interpretations of those which are not pure articles of faith, with which we may not question. We believe in Allah and Muhammad as his Messenger. La Illah ha Illallah, Muhammadu Rasulullah.

Source: Web page Dr. Mahathir Bin Mohamad.

Islam. Indications as to the manner of its administration are given in 'unclear' ways both in the Quran and the Hadith.

> Today it would be hard to convince non-Muslims to accept Islam if the kind of justice as proposed under the so-called Huddud Laws are in fact applied.

56. Very often the prophet himself was the judge. But there is nothing in the Quran or the Hadith to forbid standardisation of the procedures for the better administration of justice.

57. In certain Muslim countries the administration of the law can only be described as casual and haphazard. In one case a magistrate found a foreigner guilty when his car was knocked from behind by a car driven by a national of that country, because, so declared the magistrate, the accident would not have occurred if the foreigner had not been in the country. Many foreign drivers involved in accidents in certain Muslim countries found themselves thrown into the police lock-up irrespective of the causes of the accident. If they did not know someone with influence they are likely to languish there for quite sometime.

58. Procedures for trials are not clear. In some cases the magistrate listens to the police officer about the crime and then asked the accused to explain. Based on the words of the two and sometimes after reference to unspecified religious books, the verdict and the sentence is pronounced. The procedures in other courts may be completely different. No specific laws are quoted although some vague reference to the Quran or the Hadith may be made.

59. In Malaysia procedures in a syariah court are fairly well standardised. Elements of the practices in other courts have been incorporated in those of the syariah courts. Lawyers are given a role to argue for the defendant. Usually the officers of the courts are qualified. Verdicts and sentences are usually fairly uniform except when different states have different ideas about what constitutes Islamic justice. A substantial portion of the syariah laws have been codified.

60. If Islamic laws are to be implemented, the interpretation of justice and punishment, and formulation of procedures must be examined carefully. It is important to go back to the Quran and the verified Hadiths. It is important to note that Islam accepts circumstances as influencing the implementation of the laws and of justice. The changes in modern times which have resulted in newer perceptions of what constitute justice in new crimes and new social problems cannot be ignored. It is clear that the administration of justice during the time of the Prophet was in accord with the mores of the time. The administration in the age of information, computers and the science of evidence cannot be the same. We and our judges are

it is just because it is Islamic. And Muslim must not question. They ignore that while Muslims may not question the Quran or the true Hadith, nowhere are Muslim forbidden from questioning the pronouncement of Muslim jurists who are as human as other Muslims.

52. What is said to be Islamic justice is nothing more than what some Muslim jurists in the past interpret as justice. The Quran does not specifically prescribe this in all and every situation. Certainly not in a multi-racial and multi-religious situation. If the punishment for the Jews of Madinah was harsh, e.g. stoning for adultery, it was because that was the punishment prescribed by the Hebrew religion.

53. What the Quran and the verified Hadith emphasise is justice. Islam lays a premium on justice and abhors injustice and inequity. What needs to be upheld in Islam is justice and justice all the time. If a particular punishment is clearly unjust, it is wrong to say that although it may appear unjust, but actually it is just in the eyes of Islam. Therefore it must not be questioned by Muslims. To question it, is to display a lack of faith, and to be un-Islamic to the point of becoming an apostate or a heretic. Muslims are expected to condemn those Muslims who do not accept unquestioningly these perception of justice as interpreted by Muslim jurists. They, the jurists, have been elevated to infallible people, with the same status as the prophet. Even when they go against the Quran and the verified Hadiths, their interpretation and pronouncements must be accepted and the Quran and Hadith rejected. The result is an image of Islam so intolerant, extreme and unjust that it is almost certain that if the prophet were to preach such an Islam there would not have been any converts at all and that Islam would not spread. It was the gentleness, fairness and justice of Islam that contrasted so much with the injustice of the Jahiliah community which attracted followers in Mecca and Madinah. While the Jahiliah approved of female infanticide and unlimited wives and cohabitation with female slaves, Islam forbade infanticide and limited the number of wives to four. It is not surprising that many in Mecca and Medinah forsook idol-worshipping in order to accept Islam. But today it would be hard to convince non-Muslims to accept Islam if the kind of justice as proposed under the so-called Huddud Laws are in fact applied.

54. Islamic Laws must above all be clearly equitable and just. Fanatical adherence to the formulations of laws by Muslim jurists of the past is only justified if the end result is justice, not hidden justice but clear and unequivocal justice. If these laws result in obvious injustice then they must be reviewed. The reviewers must go back to the Quran and the verified Hadith. All the flexibility inferred by the Quran must be exploited, particularly in the quest for justice. For justice is the basis for Islam and all its teachings.

55. If we accept that in Islam justice is of paramount importance, then the next thing that Muslims must consider is due process. The processes of the law are not rigid in

most that can happen is a divorce. But Islam still perceives adultery as a sin and a crime. Society will punish and not just the couple concerned.

46. In the past the universal punishment for murder was death for the murderer. Today in the West the death penalty is considered as inhuman. In Muslim society murder is still punishable by the death penalty, a sort of 'an eye for an eye' principle in terms of punishment.

47. But apart from these differences in the principle of what constitutes justice, the ideas of right and wrong and punishment for crimes in Islam differ very little from those of other faiths and societies. If it is evidently unjust, it is considered as unjust by Muslims as it is by non- Muslims. To aver that although it may seem unjust in the eyes of non-Muslims, that it is still just because Islam is different, is to make a mockery of justice. For Islam is an eminently just religion and justice is so frequently stressed in the Quran that it is impossible to think that any gross injustice would be permitted by Islam.

48. Thus in Malaysia where there are Muslims and non-Muslims the idea of applying certain questionable interpretations of Huddud Laws would be repugnant for the obvious injustice that it would cause. Merely because such laws can result in injustice is sufficient for concluding that these interpretation of Huddud is wrong. To insist that the laws formulated by the Muslim jurists are more important than the upholding of justice as enjoined by the Quran seems to be totally against all the principles of faith in Islam. Fanaticism and a 'holier than thou' attitude is not faith. They are a manifestation of 'nafsu' or lust, of giving in to base instincts.

49. In the case of Huddud laws as proposed by certain parties, the Muslims of Malaysia would be punished more harshly than non-Muslims, resulting in inequity, which is against the Islamic principle of equity in justice. Thus if these laws are applied a gang of Muslim and non-Muslim thieves stealing at the same time will result in the Muslim having their hands amputated while the non-Muslim fellow criminals would probably serve a short jail sentence. By no stretch of imagination can this be considered as equity or justice. Indeed it would amount to gross injustice, and therefore un-Islamic.

50. A woman who has been raped and is unable to produce four witnesses for it would not be able to have the rapist punished even if she knows who he is. On the other hand if she were to give birth to a child as a result, she would be guilty of 'zinnah' and could be punished by stoning to death. By no stretch of imagination can this be considered as justice.

51. In these two examples and in many others, Muslim jurists insist that justice is done and that Muslim must accept this verdict of the jurists. They insist that Muslim perception of justice is different from those of others. Even if it is manifestly unjust,

things the Quran is flexible. Circumstances have to be taken into account. Thus if one cannot pray in the normal prescribed manner one can always do away with the prescribed rituals. If one is not able to fast for certain acceptable reasons one need not to. One is urged to use the power of persuasion (preaching) if one cannot employ force.

43. Throughout the Quran and most of the verified Hadith flexibility is evident. The religion of Islam is not an imposition on its followers. It is not to be a burden on them, to force them to do what they manifestly cannot do. Yet Muslims do things they can avoid; killing other Muslims for example, but fail to do what they can do, like forgiveness.

44. But Muslim jurists of the past tended to give rigid interpretations of the Quran and formulated rather harsh laws which seldom take into consideration the circumstances of the crime, the criminal or the ability to enforce. Some of these laws are most probably wrong in terms of the principle of Islamic justice. Thus a Muslim family living in a foreign land killed a daughter because she had apparently committed adultery witha non-

> In the case of Huddud laws as proposed by certain parties, the Muslims of Malaysia would be punished more harshly then non-Muslims, resulting in inequity, which is against the Islamic principle of equity in justice.

Muslim, thinking and believing that it was their Islamic duty. As far as the local authorities were concerned murder was committed. It is even disputable that the killing of a daughter for such a sin, without any trial by a qualified judge, is in accord with Muslim law or Islamic justice. It is probably more old Arab culture than Islamic injunction. But the family believed that what they did was to carry out the teachings of Islam. No forgiveness, no mercy, no consideration for the circumstance prevailing in a foreign country with a culture totally different from Islamic culture. To them rigidity indicates submission and piety in Islam. Nothing else mattered. More likely they were responding to the Jahiliah concept of family honour and shame.

45. There is a tendency to insist that the concept of justice in Islam is different from justice as perceived by non-Muslims, in particular the dominant Europeans. Certainly in modern times especially, the concept of justice in the West tends to differ very much from that of universal justice and that of Islam. Thus in the past adultery was considered a crime in Western society. Today it is acceptable and widely practiced and no one is punished by the state for committing adultery. The

change but the parables and the other examples can generally be related to the particular episode or instance in any age.

38. As has been pointed out through the ages, Muslim jurists have interpreted the Quran and the Hadith and indicated or suggested the way Islamic laws should be formulated and applied. Naturally these Muslim jurists were influenced by the stage and the circumstances in the evolution of Muslim society. There were periods of glory when Muslims ruled vast continents, made up the majority of the inhabitants or by their conquests, their prowess and superior knowledge and skills dominated societies in which they formed a privileged minority. Under such circumstances the Muslims were in a position to impose whatever it was that they considered to be laws in accordance with Islam. The non-Muslims in these countries had no choice but to submit. Thus if they had to pay a head tax where the Muslims paid zakat, they accepted this imposition. Similarly if they were not required to do military duty they submitted. On the other hand at a different period the sons of non-Muslims were inducted into the army at a young age. The non-Muslims accepted this too.

39. But those days of glory and power are over. Today even in countries where Muslims form a majority or make up the entire population they cannot ignore opinions, pressures and powers outside their countries. The mores of the times are such that many practices which were once regarded as normal or morally and ethically correct are now totally rejected and condemned. Thus slavery is universally abhorred. Even in their own countries Muslims cannot keep slaves. This poses the question as to how they are supposed to atone for killing a fellow Muslim by releasing a believing slave. But it must always be remembered that Allah Subhanahu wa Ta'ala has already provided alternatives. When you do not have slaves you can always fast.

40. Then there are countries where Muslims have lost control over the Government or where they have migrated to and form a minority. The Muslim laws as formulated by past Muslim jurists simply cannot be enforced by them. They have instead to submit to the laws of the country which are not at all of Islamic origin and may in fact be against the teachings of Islam.

41. But if the basis of Muslim laws and their administration is the Quran, there can be no real difficulty. The Quran allows for alternatives. Thus if a Muslim cannot release a believing slave, he can always fast for a prescribed period. He can always pay compensation in other forms. The law can always punish by other means, by specific fines or jail term. Nowhere in the Quran or the verified Hadith are alternatives absolutely forbidden.

42. When a Muslim lives as a minority in a foreign country, then he may not enforce Quranic laws or those formulated by Muslim jurists elsewhere or in the past. In all

30. But forgiveness is encouraged if not specifically enjoined. Indeed in many verses forgiveness is stressed. Thus in this verse punishment may not be required if the family chose to remit freely. And in Surah Al-Mulk verse 12, Allah stated, "As for those who fear their Lord unseen, for them is forgiveness and a great reward."

31. The element of forgiveness and mercy is strong in Islam. Yet today in the formulation and enforcement of Muslim laws, the tendency is to be as harsh as possible. Mitigating circumstances are not often recognised and certainly the stress is on 'an eye for an eye'.

32. Thus when a woman kills in defence of her honour, the preferred punishment is death. That the woman concerned is a believer is ignored. The right of the family to forgive is also not respected. And in current Muslim laws as enforced in many Muslim countries the element of forgiveness is not reflected. Even when Allah Subhanahu wa Ta'ala can forgive, Muslim jurists will not do so.

33. Muslim laws have not been properly codified. The application of Muslim laws in many countries is casual and haphazard. The Quran and the verified Hadith do not deal with every crime. Indeed the nature of crimes at the time of the Prophet was far different from the crimes which plagued Muslim societies through the ages. Certainly in modern times new crimes are being committed which are not specifically mentioned in the Quran or the Hadiths. Commercial crimes, drug-related crimes, distribution and abuses, misrepresentations in the print and electronic media and numerous sophisticated ways of abuse of authority, cheating etc. are not specifically mentioned in the Quran or Hadith.

34. Laws could therefore be made to govern these so- called new crimes. The most important thing about such laws is that they are at least in conformity with the spirit and the values which permeate the administration of Islamic justice as in the cases illustrated in the Quran.

35. How the laws are formulated or codified and enforced is not as important as their conformity with the spirit and the injunctions as clearly illustrated in the various specific instances given in the Quran and those Hadiths which reflect the teachings in the Quran.

36. Thus a law cannot be regarded as Islamic only if it is formulated as Syariah laws. Other laws can also be Islamic if they do not transgress the principles and the spirit of the laws specifically mentioned in the Quran.

37. As we all know the Quran, like the other 'Kitabs' of the peoples of the Book, teach through parables. They are anecdotal and serve as examples. It is left to the Muslims to structure their lives and their society and societal rules, regulations and laws to be reflective of the interpretation of these parables. Circumstances may

ADMINISTATION OF ISLAMIC LAWS

[Speech of Dr. Mahathir Bin Mohamad, Prime Minister of Malaysia delivered at an International Seminar organized by the Institute of Islamic Understanding – Editor]

Continuing from June 98 issue of Tolu-e-Islam

25. In Surah An-Nisaa Verse 92 it is stated that "Never should a believer kill a believer, but (if it so happens) by mistake, ... it is ordained that he should free a believing slave and pay compensation to the deceased family, unless they remit it freely. If the deceased belong to a people at war with you, and he is a believer, the freeing of a believing slave(is enough). If he belonged to a people with whom you have treaty of mutual alliance, compensation should be paid to his family, and a believing slave freed. For those who find this beyond their means (is prescribed) a fast for two months running: by way of repentance to Allah, for Allah has all knowledge and all wisdom."

26. This particular verse explains a lot about the Islamic concept of justice. An 'eye for an eye' may be equitable but the killing of a believer need not be punished by death for the killer under certain circumstances (as by mistake, or in war, or when there is a treaty of alliance). It is sufficient to free a believing slave, and/or to compensate the family, or when these are beyond the means, to fast for two months running.

27. The circumstances of the crime are taken into consideration. Thus mistakes, being enemies or being allied, influence the kind of punishment to be meted out. More than that the life of an enemy who is a believer is as sacred as that of other believers. Thus the punishment is the same - the freeing of a believing slave.

28. Life is precious as clearly indicated in Surah Al-Israa, verse 33 "Nor take life - which Allah has made sacred .... let him not exceed the bounds in the matter of taking life".

29. Clearly wars and the killings of Muslims by Muslims are not encouraged or are proscribed. Yet today Muslims go to war with each other or assassinate their Muslim enemies more frequently and with greater abandon than they do non-Muslims. We do not see anyone compensating in any way or fasting, since slaves are no longer available for freeing.

DARS-E-QURAN

(Recorded Lectures of Allama Ghulam Ahmad Parwez ®

BOOKS AND MAGAZINE TOLU-E-ISLAM ARE ALSO AVAILABLE AT THE FOLLOWING PLACES

DENMARK	
Muhammad Afzal Khilji Gammel Kongevej 47, 3.th., 1610 Kobenhavn V	Last Sat 1900 Hrs

KUWAIT	
Flat No. 6, Floor No. 3 Taher Bu Hamad Building Opposite Al-Othman Mosque, Hawally, Kuwait	Friday 9.30 Hrs.

NORWAY	
Galgeberg, 4th floor Trosvik Snippen.3 1610 Fredrikstad	Sunday. 1200 Hrs

LONDON	
76 Park Road Ilford Essex Phone 081-553-1896	First Sunday 1430 Hrs.

CANADA	
627 The West Mall Suite 1505 Etobicoke, ONT M9C 4W9 (416) 245-5322 or 620-4471	First Sunday 1100 Hrs.

EVERY SATURDAY (7 TO 8 PM) ON RADIO - DIAL AM-530

PAK NUCLEAR TESTS

FALL OUT ON THE ARAB WORLD

By

Abdus Sattar Ghazali

Prime Minister, Mr. Muhammad Nawaz Sharif during his June 7 visit to Saudi Arabia declared that his country's nuclear capability was not an "Islamic Bomb." He argued that nuclear explosions have no religion and "we should not mix religion and the bomb." However, the Arab media does not agree with the perception of Mr. Nawaz Sharif. Although there was a lukewarm official reaction in the Arab world to Pakistan's nuclear tests but the official as well as unofficial media welcomed "the Islamic bomb."

The Jordianian daily Arab Al-Yaom welcoming the Pakistani tests said "Here in the region we must feel secretly happy about the birth of the Islamic Nuclear Bomb. Until recently the Islamic nation was under the threat of Israel's nuclear danger. But now with an Islamic nuclear bomb we see that our nation should feel safe in facing that dangerous threat" Similar views were expressed in Egyptian, Lebanese and Gulf newspapers. The Lebanese newspaper Al-Nahar flashed the news with the headline: "Pakistan is the first Moslem nation to conduct nuclear tests." Another Lebanese newspaper, Al-Hayat said "Pakistan is the seventh nuclear power and the first in Islamic world."

DAMP - DECAY - MOISTURE ???

NO WORRY

WE PROTECT YOUR HOUSE

AGAINST
DAMP-DECAY-MOISTURE-LEAKGE
AND
MEND, FILL, SEAL AND REPAIR
THE CRACKS, FISSURES, RAIFTS, GAPS AND
EXPANSION JOINTS TO ASTM STANDARDS

PLEASE CALL US TO DEMONSTRATE
HOW WE DO IT

SAFTY SEALERS(Pvt) LTD

GALAXY SHOPPING CENTRE
115 FEROZEPUR ROAD
LAHORE
Phone 7573615 -417254

ALLAMA IQBAL ROAD
KARACHI

Phone 4557176

FOUNDED IN 1938 AT THE BEHEST OF ALLAMA IQBAL ® AND QUAID- E-AZAM

R L NO.CPL-22
VOLUME : 51
ISSUE 07

Monthly

Tolu-e-Islam

AMBER —The most versatile range of single and three phase capacitors in world class quality—quality that combines Italian and Japanese technology—technology that takes the form of strict QC and performance testing at every stage of production. Manufactured to international standards and specifications.

Our range of products include:

- Motor Start-Run Capacitors
- Fluorescent Lamp Capacitors
- Power Factor Improvement Capacitors

AMBER ® CAPACITORS The national name for international qualit

We also manufacture to your specifications.

AMBER CAPACITORS LIMITED

Climax House, 16-Link McLeod Road, P.O. Box 468, Lahore-Pakistan